

جناب زینب سلام اللہ علیہا بروز عاشورہ

مقدمہ
اللہ کی مشیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہمیں ہمارے اسماء حسنی کے ساتھ پکارو۔ ہم تمہاری آواز پر بلیک کہنے کو تیار ہیں۔ پیغام لے کر انیباء اور رسیلین اور ان کے اوصیاء فریدی کی فریادی کیلئے آتے رہے۔ یہ سلسلہ تکوین عالم سے آج تک اور قیامت تک کسی نہ کسی صورت میں جاری ہے اور جاری رہے گا۔ اس طویل یعنی بہت دور سے آنے والی اور بہت دور تک جانے والی مدت کام کزی اور محوری تکتہ پر کارروز عاشورہ محروم ہے جو الوہی منصوبے کی تشکیلات کو ایک طرف ماضی کے ہدایاتی نشان کی پہچان قائم کرتا ہے اور زندہ و تابندہ رکھے ہوئے ہے، تو دوسری طرف مستقبل میں انسانیت کی صفائی ہر منزل پر وشنی کامینا کھڑا کر دیا ہے تاکہ بروز سزا اور جزا بقول علامہ اقبال

شکوہ اللہ سے خاکم بدھن ہے مجھ کو
کہنے کا کوئی جواز باقی نہ رہے

سیاست کر سیہہ یعنی برائے حکومت سازی

کیا تو ان کو اپنا خلیفہ بنائے گا جو دنیا میں خوزیری کریں گے۔ یہی آواز بزم ملائکہ سے بلند ہوئی تھی اور یہ آوازن کرو مخلوق جو ملائکہ کے صفت میں آئی تھی یعنی شیطان نے، مخالفت میں ہم اس خاکی بندہ پر برتری رکھتے ہیں یہ آواز اٹھائی۔ یہ آواز اس مخلوق کی تھی جس نے اپنی عبادات کے ذریعہ ملکوتی مخلوق کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ یہاں ہر صاحب عقل و شعور اس حقیقت سے تو انکار نہیں کر سکتا کہ جرات طاغوتی تکتے ہے کہ صاحب کن فیکوں کے مقابل میں کھڑا ہو گیا اور اپنے عادل ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا اور اسے ہبکانے اور گمراہ کرنے کیلئے مدت معینہ کی مہلت مل گئی۔ اور وہ اپنی رجمیت کے ساتھ راندہ درگاہ خداوندی ہوا۔ قابیل جو ایک سو برس تک ہبائل کی لاش سے شیطان کے ہمراہ گھیلتا ہا سوت سے لے کر آج تک یہی ملک گیری کی سیاست مظلوموں کے حقوق کے اتحصال کی سیاست، بحرثملات میں ہی نہیں خون کے بہتے ہوئے دریاؤں میں پہلے گھوڑے دوڑتے تھے اب بموں کے مقیر اور زہریلی گیس سے بیکوں کے گھر ڈھائے جا رہے ہیں۔ نظر آتش ہو رہے ہیں معصوم بچے اگر زندہ ہیں تو اپنی ان ماؤں کے سینے سے لپٹتے ہوئے ہیں جن کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔

۲۰۱۳ء کا ٹائمز آف انڈیا پڑھتے عراق کے فوجی سربراہوں نے بیان دیا آئی ایس آئی ایس امر یکہ کی تشکیل دھنندہ ہے۔ اور امریکہ کا بیان پڑھنے نہایت شرافت کے ساتھ انکار بھی ہے اور اسے ختم کرنے کی باتیں بھی ہیں۔ آج کی دنیا میں یہی دہشت گر غلام بنا رہے ہیں اور کنیزی عورتوں کے نصیب میں پھر آئی۔ لیکن یہی کربلاء اور اطراف کی زمین ہے جہاں کے جا باز سپاہی اس قلم کے سیلاں سے آج بھی نبرد آزمائیں۔

کربلاء کے مابین اور کربلاء کے مابعد (میری مراد کربلاء سے روز عاشورہ ہے) ان مظالم کا سامنا انیباء، اوصیاء، اولیاء اور ان کی ہدایت..... باقی صفحہ نمبر ۲۶ پر

جناب زینب سلام اللہ علیہا قبل از کر بلاع

اتنی شدت سے دبایا گیا کہ اس کا نتیجہ اس قاطع جنین کی شکل میں سامنے آیا۔

ایسی حقیقت پر صاحبہ کتاب بطلانہ کر بلانے نقاب آویزاں کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ اس نقاب میں کئی ایسے مجرمین کے ناپاک چہرے بھی پرده پوش ہو جائیں جن کے ہاتھ اس قتل میں ملوث تھے۔

تاریخ میں رقم ہے کہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے بعد جناب زینب سلام اللہ علیہا کی شکل مالک بن فیکون نے دامن فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنی رحمتوں سے پر کر دیا۔ آپ حضرت محمد ﷺ کی پہلی نواسی، حضرت علی علیہ السلام و حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی پہلی دختر نیک اختر اور امام حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کی پہلی بھنوشیرہ تھیں۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا کی ولادت کے بعد مولائے کائنات علی علیہ السلام اپنے فرزند حسین علیہ السلام کے ہمراہ زیارت رخ زینب عالیہ کے لئے تشریف لائے جب حسین علیہ السلام کی نظر رخ اور پر پڑی تو وہ کھل اٹھے اور فرمایا:

..... اے بابا! اللہ نے مجھے ایک بہن عطا کی ہے۔
یہ سن کر امام علی علیہ السلام بے اختیار گری کرنے لگے۔ اس گریہ سے امام حسین علیہ السلام پر بیشان ہو گئے اور اپنے بابا سے گریہ کا سبب دریافت فرمایا جس کا جواب امام علی علیہ السلام نے یوں دیا
..... مرے پچھے اس کا جواب تم جلد جان جاؤ گے۔

رسول اکرم ﷺ اس وقت مدینہ سے باہر سفر پر تشریف لے گئے تھے۔ سرکار انبویاء جیسے ہی سفر سے واپس ہوئے حب معمول اپنی دختر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے اور گھر میں

جناب زینب سلام اللہ علیہا یعنی کربلا سے مدینہ تک دین محمدی کو حیات جاوہ ای عطا کرنے والی ایک ایسی باعثت خاتون جو گفتار سے صاحب نجح البلاغہ حضرت علی علیہ السلام کی تصویر تھیں تو کردار سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی آئینہ دار تھیں۔

پروردگار عالم نے یکم شعبان سن چھ بھری میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ایک نایاب تخفہ عطا کیا اور اس وقت ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے غانوادہ نور میں ایک کہکشاں کا نزول ہوا ہو۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے محمد ﷺ، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام ایسی ذوات مقدسے کے سامنے دنیا سے ہست و بود میں آنکھیں کھولیں۔

یہ تاریخ شیعوں کے اعتبار سے معتبر ہے حالانکہ دوسری تاریخ ولادت جناب زینب سلام اللہ علیہا بھی کتب تواریخ میں موجود ہیں اور ان کی ولادت کے متعلق اور بھی گوشہ بیان کئے گئے ہیں۔

جیسا کہ مصر کی ایک نامور اہل قسم، عائشہ بنت الشاطی اپنی ایک کتاب ”زینب بطلة کر بلا“ (زینب کربلا کی ایک بہادر ترین خاتون) میں ایک مقام پر کچھ اس طرح رقم طراز ملی کہ ”جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ایک بچہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے خانہ مطہر میں ضائع ہو گیا جو حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کے بعد ان کا تیسرا بچہ تھا۔“ گویا جناب زینب اس عالم فانی میں حضرت حسن علیہ السلام کے بعد تشریف لائی ہیں۔ جب کہ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حضرت حسن علیہ السلام امام علی علیہ السلام کی پانچویں اولاد تھے۔ تیسرا نہیں اور وہ بحالت جنین بطن مادر میں قتل کردیئے گئے تھے جس وقت شہزادی کو نین اپنے شوہر و امام وقت کی دفاع میں آگے آئیں تو انہیں درود یوار کے درمیان

ملتے ہیں۔ لسان العرب کے اعتبار سے زینب ایک درخت ہے جو خوبصورت اور مسروکن خوش بود ہے والا ہے اور فیروز آبادی اپنی کتاب القاموس المحيط میں کواس طرح قلمبند کرتے ہیں کہ زینب مرکب ”زین“ اور ”اب“ ہے۔ (شیعوں کی نظر میں دوسرा معنی منحصر ہے) یعنی وہ اپنے بابا علی کی زینت تھیں۔

اس لئے نہیں کہ وہ ان کی دختر تھیں۔ اس لئے بھی نہیں کہ وہ ان کے نور مقدس کا جزء تھیں۔ بلکہ اس لئے کہ بچپن سے ہی انھوں نے اپنی ذات پا کر کو ان اعلیٰ صفات سے ہمکنار کر لیا تھا، بہترین خوبیوں اور صفات سے خود کو آراستہ کر لیا تھا اور عبادتوں اور سعادتوں سے حق کی وہ بلندی حاصل کر لی تھی کہ جس کی بدولت جانشین رسول خدا ﷺ، حضرت علی علیہ السلام کی زینت یعنی کا انہیں شرف حاصل ہو گیا تھا۔ اور وہ اس عظیم شخصیت کا آئینہ بن گئیں جس کے نور سے وسیعین روشن تھیں اور کائنات منور تھی۔

جناب زینب عالیہ کی ذہانت، داشتماندی اور عقلمندی بچپن ہی سے غیر معمولی اور نمایاں تھی۔ اسی لئے کنبہ کے لوگ انہیں ”عقلیہ بنی ہاشم“ کہتے تھے۔ دختر علی علیہ السلام رحمدل اور سخاوت سے بہریز تھیں اور ہمیشہ دوسروں کے لئے محبت اور جذبات ہمدردی سے پر نظر آتی تھیں۔ ایک مرتبہ امام علی علیہ السلام اپنے ہمراہ ایک ضرورت مند کو لئے گھر پہنچے اور شہزادی کو نین سے فرمایا: ”اے فاطمہ سلام اللہ علیہا کیا مہمان کو شکم سیر کرنے کی کوئی سبیل ہے؟ تو معصومةہ عالم سلام اللہ علیہا نے عرض کیا: ”یا علی علیہ السلام اس وقت گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی موجود نہیں ہے۔ بس تھوڑی سی غذا ہے جو میں نے زینب کے لئے رکھی ہے۔“ یہ سن کر عقلیہ بنی ہاشم دوڑی ہوئی مال کے پاس آئیں اور عرض فرمایا کہ ”اے مادر گرامی کھانا بابا کے مہمان کو دے دیجئے میں بعد میں کھالوں گی۔“ یہ سن کر مال نے بیٹی کو گلیجے سے لگایا اور بابا کی آنکھوں

داخل ہوتے ہی نوملوڈ کی مبارکباد دی۔ امام علی علیہ السلام ان کی تعظیم کو کھڑے ہوتے اور اپنی بیٹی کو فاطمہ سلام اللہ علیہا کی آغوش سے لے کر بنی اکرم ﷺ کی آغوش میں رکھ دیا۔ نبی ﷺ نے پچھی کا بوسہ لیا اور اپنی زبان کو اپنی نوازی کے دہن میں رکھا۔

اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوتے اور فرمایا: ”یا رسول اللہ! خداوند متعال کی طرف سے اس پچھی کا نام ”زینب“ منتخب کیا گیا ہے۔“ یہ کہہ کر وہ رونے لگے اور جب اللہ کے رسول نے رسول سے رونے کی وجہ دریافت کی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ”اے خدا کے رسول ﷺ! اس پچھی کو بچپن سے ہی آلام و مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سب سے پہلی مصیبیت یہ ہو گی کہ اسے آپ کی فرقت پر گریب کرنا ہو گا۔ اس کے بعد اپنی ماں کی حبدائی پر آنسو بھائے گی۔ پھر پدر علی علیہ السلام اور بھائی حسن علیہ السلام کو رونے کی گی۔ اس کے بعد کربلا کے جنگل میں اپنے مانجاۓ کو کھوئے گی۔ اس کے بعد کربلا سے کوفہ کے بازار تک اور کوفہ کے بازار سے شام کے دربار تک اس پچھی پر غم والم کے ایسے ایسے کوہ گراں ٹوٹیں گے کہ اس کے بال سفید ہو جائیں گے اور کرم خمیدہ ہو جائے گی۔“

یہ سن کر رسول اکرم ﷺ بے چین ہو گئے اور ان کی چشم ہائے مبارک اشک قثانی میں مصروف ہو گئیں۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام اپنے بابا علی علیہ السلام کے رونے کا سبب سمجھ گئے۔ جب سلمان فارسی نے ولادت کی خبر سنی تو مولائے کائنات کے پاس مبارکباد لے کر آئے لیکن جب انھوں نے مولائے کائنات کو افسرده دیکھا تو افسر دیگی کا سبب دریافت کیا۔ مولائے مقیمان نے سارا واقعہ تفصیل سے سنایا اور سارے مظالم کا ذکر کیا تو سلمان فارسی بھی گریہ کنندگان کی فہرست میں شامل ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے پچھی کا نام زینب رکھا جس کے دو معنی

کی خدمت میں پہنچیں اور ان سے اپنا خواب بیان کیا تو رسول ﷺ نے فرمایا
اس خواب کو سن کر بہت روئے اور فرمایا کہ اے زینب وہ بڑا اور
تناور درخت میں ہوں۔ اس کے بعد کی دو شاخیں تمہارے بابا علی
علی اللہ علیہ السلام اور تمہاری مادر گرامی ہیں اور اس کے بعد کی دو شاخیں
تمہارے برادر ان حسن و حسین علیہما السلام ہیں۔ یہ سب تم سے پہلے اس دنیا
سے رخصت ہو جائیں گے اور تمہیں اکیلے زمانے کی تھیات بھیسلنی
ہوں گی۔ ہوا بھی یہی کہ اکیلے جناب زینب ﷺ نے ایسی ایسی
آفیں جھلی ہیں کہ جن کا قد کو ہماروں سے بھی بلند تھا۔

ابھی آپ کا پیچپا ہی تھا کہ نانا رسول خدا ﷺ اس دارفانی
سے کوچ کر گئے اور اس کے چند دنوں بعد ہی ماں کا سایہ بھی سر سے
اٹھ گیا غموم کا آغاز ہو چکا تھا جو زندگی کے آخری لمحات تک آپ کے
ساتھ رہا۔

زمانے کے نشیب و فراز نے بگمن زینب کو آنے والے وقت
میں عظیم فرائض کی ادائیگی کے لئے قوی و متحكم بنا دیا۔ شہادت مادر
کے بعد جناب زینب ﷺ نے غانی امور سنبھال لئے اور بہت
خوبی سے اسے انجام دیا۔ اپنے فرائض میں بھی کوتایی نہیں کی۔ آپ
سب کا بڑے خلوص اور محبت سے خیال رکھتی تھیں۔ اپنے بھائیوں اور
بہن سے انہیں بہت محبت و انبیت تھی بالخصوص جناب امام حسین
علی اللہ علیہ السلام سے۔ چنانچہ ایک مرتبہ معصومہ عالمیان ﷺ نے رسول ﷺ نے
سے کہا کہ اے بابا مجھے زینب اور حسین کی محبت دیکھ کر بڑی حیرت
ہوتی ہے کیونکہ زینب اگر ایک لمحہ کے لئے بھی حسین کو نہ دیکھتے تو بے
چین ہو جاتی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ بیٹی وہ مستقبل میں اپنے
بھائی حسین کی مصیبتوں میں شریک ہو گی اور بیٹک شفیق زینب نے
وہ سب کر دکھایا جس کی پیشیں گوئی ان کے ننانے کی تھی۔

..... باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر

میں شفیق و مسرت کی شعائیں بکھر گئیں اور امام علی علی اللہ علیہ السلام نے فرمایا
”تم واقعی باپ کی زینت ہو۔“

جناب زینب ﷺ کی تربیت پانچ معلوموں نے کی اور
ان کی تعلیم ایسی ہستیوں کے ذریعہ ہوئی جو آئیہ تطہیر کی مصادق
تھیں۔ اگر آپ ان کی علمی تربیت کی طرف نظر کریں تو قلم میں اتنی بھی
ملاقت نہ ہو گی کہ وہ قرطاس پر رواں ہو سکے۔ فلم کہ جائے گا لفظیں
کم پڑ جائیں گی کیونکہ ان کی علمی تربیت ایک سرہنماں ہے جس کی
معرفت کسی کو نہیں کہ آپ کے پاس کتنا علم تھا؟ اور یہ علم آپ کے
پاس کیسے آیا؟ لیکن یہ قطعی ثابت ہے کہ جس طرح ان کی علمی تربیت
ہوئی ہے اس کا کوئی جواب نہیں ہے یا یوں سمجھنے کہ جس نے صاحب
نوح البلاغہ اور جناب صدیقة طاہرہ سے تربیت پائی ہو تو پھر کس باحث و
کاتب و متکلم میں اتنی جرأت ہے کہ اس خزانہ علم پر روشنی ڈالے جو
صدر زینبیہ میں نہماں ہے۔

جناب زینب ﷺ جب پانچ سال کی ہوئی تو انہوں نے
ایک خواب دیکھا جو عجیب تھا۔ آپ نے دیکھا کہ.....
شہر میں زبردست طوفان آیا ہے، بھیانک آندھیاں چل رہی
ہیں۔ زمین و آسمان بھیانک انہیں میں ڈوب گئے ہیں۔ وہ
خود اس شدید طوفان کے تھیپڑوں میں ادھر ادھر پھر کھسار ہی ہیں کہ
اچانک انہوں نے اپنے آپ کو ایک تناور درخت کو پکڑے ہوئے
دیکھا لیکن آندھی اتنی تیرتھی کہ وہ تناور درخت اکھڑ گیا۔ پھر انہوں نے
ایک شاخ کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ بھی ٹوٹ گئی پھر آپ نے دوسرا
شاخ کو پکڑا اور وہ بھی ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد آپ نے دو شاخوں کو
گرفت میں لیا اور وہ دونوں بھی ٹوٹ گئیں اور جناب زینب ﷺ
بغیر سہارے کے رہ گئیں۔

اس خواب کو دیکھ کر وہ گھبرا کر اٹھیں اور اپنے نانا رسول ﷺ

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کر بلا سے شام کی راہوں پر

مختلف شہر جیسے تکریت، موصل، نصیبین اور حلب وغیرہ سے گزرتا ہے۔ آج کی تاریخ میں اگر ان راستوں کو دیکھا جائے تو کئی ملک سے ہو کر گزرتے ہیں۔ ایک راستہ راہ سلطانی بھی ہے اور تقریباً ۱۵۲۵ کلو میٹر ہے۔

معتبر و قدیم تاریخ ہمارے پاس نہیں ہے کہ اسی روں کا قافلہ مذکورہ راہوں ہی سے گزرا ہے اور اہل بیتؐ کی کوئی حدیث بھی ہمارے پاس اس سلسلہ میں نہیں ہے البتہ جو کچھ ہماری دسترس میں ہے، کچھ جزوی اور ناکافی نشانیاں جو پراکنندہ اور منتشر صورت میں بعض تکابوں میں آئی ہیں اور اس کے علاوہ کچھ داتانیں اور غیر معتبر واقعات بعض ناقابل استناد تکابوں میں آگئے ہیں اور پھر وہی دوسری تکابوں میں پھکر ہوئے ہیں۔

بہر حال جوبات قابل توجہ ہے وہ یہ کہ بعض واقعات ایسے ملتے ہیں جن میں اسیران کر بلا کی ملاقات مختلف شہروں اور مقامات پر مختلف لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ واقعات معتبر تکابوں میں نقل ہوئے ہیں۔ لہذا ان شواہد کی بناء پر راہ ”بادیۃ الشام“ کو دیگر راستوں پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ اموی حکومت نے عاشروا کے فرما بعد کوفہ میں امام سجاد علیہ السلام اور جناب زینب سلام اللہ علیہا کے شجاعانہ اور دلپر ام خلبوں سے یہ اندازہ لگایا تھا کہ اگر اسراء لوگوں کے درمیان پہنچیں گے تو اموی حکومت کے فلم و جور کی تشویہ ہوگی لہذا حکومت نے چاہا کہ اسراء کی رسائی کم سے کم لوگوں تک ہو اور ”بادیۃ الشام“ کا راستہ کم آباد اور بڑے شہروں سے غائب ہے۔

اس مختصر مقدمہ کے بعد ہم اپنے اصل موضوع پر آتے ہیں۔ کر بلا سے شام کے راستوں میں کوفہ نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔

تاریخ اسلام پر غائزہ نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ کر بلا کے واقعہ کے رومنا ہونے سے پہلے تاریخ نزول اسلام اور تاریخ ابلاغ پیغام اسلام ہے اور کر بلا اور کر بلا کے بعد کی تاریخ، تاریخ بقاء اسلام ہے۔ اسلام آیا ضروری لیکن اسلام کے دشمن صدر اسلام ہی سے اس کے مٹانے کے درپے تھے۔ واقعہ کر بلا ہی تاریخ اسلام کا ایسا واقعہ ہے جس نے اسلام کے دشمنوں کے چہرے سے نقاب ہٹایا اور ہر ہتی دنیا تک کے لئے اعلان کر دیا اور کرتار ہے گا کہ اسلام کے مٹانے والے کوں لوگ تھے اور یہیں اور اسلام کو بچانے والے کوں لوگ تھے اور یہیں۔ اس مضمون میں ہم ان دشمنوں اور مخالفین کی تفصیل بیان نہیں کرنا چاہتے البتہ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ واقعہ عاشر کے بعد کر بلا سے شام تک اسیران کر بلا اور بالخصوص حضرت زینب بنت امیر المؤمنین علیہ السلام نے کیا کیا مصیبیں برداشت کیں اور کس طرح سے شہادت امام حمیں علیہ السلام اور اپنے جد بزرگ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی حفاظت کے لئے دشمنوں کے پیچ پیغام حق کی اشاعت کی بعض واقعات کا تذکرہ کریں۔

قبل اس کے کہ ہم اصل موضوع پر آئیں اختصار کے ساتھ یہ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ کاروان اسراء کر بلا، کر بلا سے شام تک کن راستوں سے گزرا ہو گا۔

کوفہ اور شام کے سفر کے لئے تین راستے ہیں اور احتمال یہ ہے کہ کاروان اسراء انہیں تینوں راستوں میں سے کسی ایک سے گزرا ہے، سب سے کم مسافت والا راستہ ”بادیۃ الشام“ کا ہے جو تقریباً آٹھ سو کلو میٹر پر مشتمل ہے۔ دوسری راستہ فرات کے کنارے کنارے ہے اور بعض جگہوں سے پانی سے بھی گزرا ہوتا ہے اور یہ تقریباً بارہ سو کلو میٹر کا راستہ ہے، اور تیسرا راستہ سب سے طولانی ہے سولہ سو کلو میٹر جو

کوفہ کی طرف

میں ات پت زمین پر دیکھا۔ یہ میرے لئے بہت گراں تھا۔ جو کچھ دیکھ رہا تھا اس سے آشفہ اور حیران تھا اور زدیک تھا کہ میری جان نکل جائے اس وقت میری پھوپھی حضرت زینب صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم نے میرے حزون و پریشانی کے آثار کو دیکھا اور مجھ سے کہا: اے میرے جد اور میرے بابا اور میرے بھائی کے باقی مانندہ تم اس وقت اپنی جان کو اپنی ہتھیں پر رکھئے ہو کیا تم اپنی جان دے دو گے؟ میں نے کہا (اے پھوپھی اماں) میں کیوں نکر بیتاب نہ ہوں؟ کیوں نہ میر اصبر جاتا رہے؟ میں اپنے سید و سردار اور بھائیوں اور چچاؤں اور اپنے متعلقین کو خون میں آلو دہ زمین پر دیکھ رہا ہوں۔ ان کے لباس کو لوٹ لیا گیا، نکوئی کھن دینے والا ہے اور دفن کرنے والا ہے، کوئی ان کی طرف نہیں آتا اور کوئی ان کے پاس نہیں ہے۔ گویا یہ لوگ ہمیں مسلمان نہیں جانتے، میری پھوپھی نے فرمایا۔

راویٰ بشارت، جناب زینب صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم

امام سجاد علیہ السلام کے اضطراب پر عالمہ غیر معلمہ حضرت زینب صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ باتیں تمہیں بیتاب نہ کریں، رسول خدا کا وعدہ ہے تمہارے جد (علی صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم) اور تمہارے والد (امام حسین صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم) اور تمہارے چچا (امام حسن صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم) سے، اور خدا نے اس امت کی ایک جماعت سے عہد و پیمان لیا ہے کہ زمین کے فرعون انھیں نہیں پہچانیں گے لیکن آسمانوں کے فرشتے انھیں پہچانیں گے اور وہ ان بکھری ہوئی پڑیوں کو جمع کریں گے اور ان خون آلو دہ پیکروں کو پرد خاک کریں گے اور اس طف (کربلا) میں تمہارے والد سید اشہداء صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم کی قبر پر نیشان رکھیں گے کہ جس کا اثر کبھی پرانا نہ ہو گا اور اس کا نشان راتوں اور دنوں کے گذرنے کے ساتھ ختم نہ ہو گا۔ کفر کے راہبہ اور گمراہیوں کے پیغمبار اس کے مثانے کے لئے کوشش ہو گے لیکن وہ اس حال میں بھی ظاہر تر ہو گا اور یہ کام ایسے ہی آگے بڑھے گا۔ یعنی اس کی رفت و بندی بڑھتی رہے گی۔

۱۱ ربیعہ ۶۲ھ بعد از ظہر اہل بیت الطہارہ کا قافلہ کربلا سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اب امام زین العابدین علیہ السلام زمانہ کے امام تھے۔ اس قافلہ کے تمام امور کے آپ ذمہ دار تھے اور سب پر آپ کی اطاعت واجب تھیں۔ اہل بیت کی سب سے بزرگ اس قافلہ میں جناب زینب صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم تھیں جو بیمار امام، حضرت سجاد علیہ السلام اور پورے قافلہ کی حفاظت پر مأمور تھیں، گویا آپ قافلہ سالار تھیں۔ عورتیں اور بچے بخوبی نے عاثور کے دن رنج و مشقت اور غم برداشت کئے تھے، اپنی آنکھوں سے دمادینے والے واقعات کا مشاپدہ کیا تھا، عزیزوں کی لاشوں کو دیکھا تھا، گھوڑوں کی ٹاپوں سے لاشوں کو پامال ہوتے دیکھا تھا، ایسی عورتوں اور بچوں کی ذہنی کیفیت کیا رہی ہو گی، اس کا اندازہ ہم نہیں لکھ سکتے، ان حالات میں ان کو سنبھالنا آسان کام نہ تھا لیکن تاریخ گواہ ہے کہ جناب زینب صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم نے ان سب کو سنبھالا۔

امام حسین صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم اور اصحاب امام حسین صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم کے لاشے بے گور و کفن بیابان میں چھوڑ دئے گئے اور عمر سعد نے اہل بیت کو کربلا سے کوفہ روانہ کر دیا۔ عورتوں، بچوں، کنیزوں اور امام سجاد صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم بے بجا وہ اوٹوں پر سوار کر دیا گیا۔ کامل بھائی میں لکھا ہے کہ بس س عورتیں تھیں اور امام باقر صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم چار سال کے تھے اور امام سجاد صلوات اللہ علیہا وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے۔ خدا نے دونوں کو محفوظ رکھا۔
(نفس المہموم، فصل ۵/۲۰۹)

امام سجاد علیہ السلام کی بے تابی

شہداء کے سروں کو نیزوں پر بلند رکھا گیا تھا، یہ قافلہ کوفہ پہنچا، امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حرم اہل بیت اور دیگر عورتوں کو اوٹوں پر سوار کر کے کوفہ روانہ کرنے لگے تو میں نے شہداء کو خون

سلام کے بعد آغاز کیا:

يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ يَا أَهْلَ الْخَتْلِ وَالْغَدْرِ وَ
الْخَنْدِلِ الْأَفَلَارَقَاتِ الْعَبْرَةِ...

(منہی الامال از شیخ عباس قمی ج ۱، ص ۲۰۱؛ احتجاج طبری، ج ۲، ج ۱۱۰؛
جلاء الحیون، باب ۵، ج ۲۰۱)

اے اہل کوفہ! اے گروہ دغاو دغل، اے مکار و خیانت کار
لوگوں! کیا تم ہم پر روتے ہو اور نالہ و گریہ ہمارے لئے ہے، خدا
کرے تمہاری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاں بذر کے، تمہارے
سینوں سے کمھی نالوں کا سسلہ ختم نہ ہو، تم اس عورت کی مانند ہو جو
اپنے سوت کو مضبوطی سے کاتنے کے بعد اس کے دھاگوں کو کھول
دے۔ تم نے ایمان کی رسی بٹی اور اسے کھول دیا اور کفر کی طرف
پلٹ گئے۔ تم میں کوئی اچھی عادت اور خصلت نہیں ہے۔ البتہ تم شنی
بکھارنے، خود پسندی کرنے، دشمنی کرنے، جھوٹ بولنے، اور لوٹ پول
کی طرح چاپلی کرنے اور دشمنوں کی طرح آنکھ سے اشارہ کرنے
اور چغلخوری کرنے والے ہو۔ تمہاری مثال اس گھاس کی ہی ہے جو
کوڑے پر آگی ہوتی ہو یا وہ سفیدی جو قبر کے اوپر لاکی گئی ہو پس تم
نے براؤ شہ اپنی آخرت کے لئے بھیجا ہے اور خود کو ہمیشہ کے لئے
جہنمی بنا لیا ہے۔ آیا تم ہم پر گریہ کرتے ہو جب کہ تم نے ہمیں قتل کیا؟
خدائی کی قسم تم کو بہت روتا چاہئے اور کم ہنزا چاہئے کیونکہ تم نے ابدی
ذلت و رسوائی، عیب و عار و نگک و اپنے لئے خریدا ہے۔ اس ذلت
وروسوائی کا دھبہ کسی پانی سے نہ چھوٹے گا جگر گوشہ خاتم النبیین ﷺ
اور جوانان جنت کے سردار ﷺ کے قفل کا تدارک کسی چیز سے
نہیں کیا جا سکتا۔ تم نے اس کو قتل کیا ہے جو تمہارے نیک لوگوں کی
پناہ گاہ تھا۔ ہر نازل ہونے والی مصیبت و بلیات میں اس کے
ذریعہ نجات پاتے تھے، اپنے دین و شریعت کو اس سے سیکھتے
تھے۔ تم پر لعنت ہو کہ تم نے بدگناہی کیا، خود کو رحمت خدا سے ناامید
کر لیا، دنیا و آخرت میں نقصان کا سودا کر لیا، خدا کے عذاب کے متعلق

(نفس المہوم ف ۵ ج ۲۰۱)

تذکرہ: یہ حدیث اخبار غیب اور محجذات ائمہ علیہ السلام میں سے
ہے۔ یہ حدیث کتابوں میں موجود ہے اور ساڑھے تیرہ سو سال سے
زیادہ گذر چکے ہیں اور جناب زینب سلام اللہ علیہا کی نقل کردہ یہ پیشین
گوئی آج اور بھی واضح و روشن اور پچھی نظر آتی ہے۔ کربلا آباد ہے۔

کوفہ میں جناب زینب سلام اللہ علیہا

شیخ مفید اور شیخ طوسی حضرت علیہم السلام نے خذلم بن سعیہ سے روایت
کی ہے کہ اس نے نقل کیا کہ میں ۶۱ھجری محرم میں وارد کوفہ ہوا اور اسی
وقت حضرت علی بن احسین علیہما السلام کو اور اہل بیت کی عورتوں اور بچوں
کو کوفہ میں لایا گیا اور ابن زیاد کے لشکر نے انھیں گھیرا ہوا تھا اور کوفہ
کے لوگ اپنے مگروں سے نکل کر تماشادی کھڑے تھے۔ جب اہل
بیت کو بے بجا وہ اونٹوں پر وارد کوفہ کیا گیا تو کوفہ کی عورتوں پر رقت
ماری ہو گئی اور انھوں نے گریہ و ندبہ شروع کر دیا، اس وقت میں
نے علی بن احسین علیہما السلام کو دیکھا کہ آپ شدید مرض اور ضعف کی حالت
میں طوق و زنجیر میں جکڑے ہوتے ہیں۔ آپ علیہ السلام کے ہاتھ گردن
پر بند ہے ہیں۔ اس وقت آپ علیہ السلام نے آہستہ سے پوچھا کہ کیا یہ
عورتیں ہم پر گریہ کر رہی ہیں پس ہم کوں نے قتل کیا ہے؟

اس وقت حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے خلبہ کا آغاز کیا اور خدا کی
قسم کہ میں نے ایسی بادیا و باعفت، فضیح و بلیغ جناب زینب بنت علی
علیہما السلام سے بڑھ کر کسی عورت کو نہ دیکھا کہ اپنے باپ کی زبان سے نکل گئے
کر رہی ہیں اور کلمات امیر المؤمنین علیہ السلام ان کی زبان سے نکل رہے
ہیں۔ اس شور و غل و اے اٹڈا مام میں جہاں ہر طرف سے صدائیں
بلند تھیں، لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ۔ جیسے ہی اشارہ ہوا
تمام لوگوں نے سکوت اختیار کیا۔ اونٹ کی گھنٹیوں کی آواز بھی رک
گئی اور لوگ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر گئے۔ پھر آپ نے خلبہ شروع کیا
اور خدا کی حمد و شکر اور خواجہ لولاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود و

غَيْرُ مُعَلِّمٌ، فَهِمَةٌ غَيْرُ مُفَهَّمٌ تِيْمٌ لِيْتَنِي آپ بِغَيْرِ تَعْلِيمٍ كَهُوَيْ - كَرِيْدَ بِكَارِ فَكَانَ كَوْلَبَانِيْسِ سَكَنَكَارَ

پھر جناب زینب سَلَامُ اللہُ عَلَیْہَا خَامُوشٌ ہو گئیں۔

تذکرہ: اس خطبہ بلیغہ کا ترجمہ بلغاء اور فصحاء کے نزدیک ایک مشکل کام ہے کیونکہ اس خطبہ کے الفاظ و کلمات امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی بیٹی حضرت زینب سَلَامُ اللہُ عَلَیْہَا کی زبان سے نکلے ہیں اور اس خطبہ کو سننے والوں نے یہی کہا ہے کہ گویا امیرالمؤمنین علی علیہ السلام خطاب فرمائے ہیں۔ ہم نے اس کے ترجمہ کے لئے درج ذیل کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

۱۔ دمع البحوم ترجمہ نفس الہم کو مترجم شیخ عباس قمی قدس سرہ اور ترجمہ فارسی از آقای حاج میرزا ابوالحسن شعرانی

۲۔ جلاء العیون از علامہ محلی رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

۳۔ احتجاج تالیف شیخ جلیل ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبری رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)

۴۔ مشتی الامال از مرحوم شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ لہوف از سید ابن طاووس رحمۃ اللہ علیہ

جیسا کہ ہم نے نقل کیا ہے کہ ترجمہ ایک مشکل کام ہے، یہ بتانا ضروری ہے کہ ہم نے مفہوم لکھے ہیں البتہ بعض عبارتوں کے بعینہ ترجمہ کئے ہیں۔ مفہومی ترجمہ میں بعض جگہوں پر ضمیر میں بدلي ہوئی ہیں لیکن اصل مفہوم نہیں بدلا ہے۔

غور طلب: امام زین العابدین علی علیہ السلام نے جناب زینب سَلَامُ اللہُ عَلَیْہَا کو جن القاب سے فواز اہے ان سے جناب زینب سَلَامُ اللہُ عَلَیْہَا کی عظمت و جلالت بخوبی واضح ہوتی ہے اور یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ چشمہ وی سے سیراب ہوئی ہیں اور آپ کا علم، علم بشری سے بلند

ہو گئے، ذلت و رسولی کو خود کے لئے خرید لیا، تمہارے ہاتھ کت جائیں۔

وائے ہو تم پر اے اہل کوفہ! کس طرح تم نے جگر گوشہ رسول کو پارہ پارہ کر دیا ہے، اور کس طرح تم نے پردہ دار مخدوات حجرات کو بے پردہ کر دیا ہے اور کس طرح تم نے ان کے بر گزیدہ فرزندوں کے خون کو بھایا اور کس طرح تم نے ان کی حرمت کو خالی کیا تم نے ایسا بیچ، رسولی کا کام کیا ہے کہ زمین و آسمان کو تہہ و بالا کر دیا، کیا تجھ کرتے ہو کہ تمہارے اس کام سے آسمان نے خون برسایا۔ یاد رکھو! آخرت میں جو کچھ اس کا اثر ظاہر ہو گا وہ تمہارے ان اعمال کے اثر سے کہیں زیادہ عظیم ہو گا۔ پس اس مہلت پر جو تمہیں مل گئی ہے، خوش اور مغور نہ ہو کیونکہ خدا انتقام لینے میں عجلت نہیں کرتا اور اسے یہ خوف نہیں کہ انتقام کا وقت ہاتھ سے نکل جائے گا اور خدا گناہ کاروں کی گھات میں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جگر گوشہ فالتمہ زہراء سَلَامُ اللہُ عَلَیْہَا خاموش ہو گئیں اور میں نے دیکھا کہ کوفہ کے لوگ یہ باتیں سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور وہ رورہ ہے تھے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہے تھے۔ میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ اس کے آنسو نے اس کے پھرے اور داڑھی کے بالوں کو ترکرڈ یا اور وہ کہہ رہا تھا:

كُهُولُكُمْ خَيْرُ الْكُهُولِ وَنَسْلُكُمْ

إِذَا عَدَّ نَسْلَلْ لَا يَبُورُ وَلَا يَجَزَّ

آن کے بوڑھے بہترین بوڑھے ہیں اور ان کی نسل

جب شماری کی جائیں تو نا امید اور رسول نہ ہوگی۔

احتجاج کی روایت کے مطابق اس وقت علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا: اے چھوپھی امال خاموش ہو جائیں۔ باقی رہنے والے گذشتگان سے عبرت حاصل کریں اور آپ تو بِحَمْدِ اللَّهِ عَالِمَةُ

دارالامارہ میں ۶۰ چھتیں مسلم بن عقیل کو شہید کیا گیا۔ ۶۱ چھتیں امام حسین علیہ السلام کا سر اور اسرائے کر بلا اس میں آئے۔ ۶۲ چھتیں عبید اللہ ابن زیاد اسی دارالامارہ میں مارا گیا۔ ۶۳ چھتیں مصعب بن زیر اسی میں قتل ہوا۔ شفیق کو شہید کیا گیا اس کے چھتیں مصعب بن زیر نے جناب مختار کو شہید کہتے ہیں کہ جب مصعب ابن زیر نے جناب مختار کو شہید کر دیا، عبدالمک مردان مصعب سے جنگ کے لئے عراق آیا اور اسے شکست دیدی اور دارالامارہ میں داخل ہوا اور اس کے سامنے مصعب بن زیر کا سر رکھا گیا۔ ایک عرب جس کا نام ”ابو مسلم خجعی“ تھا کھڑا ہوا اور عبدالمک سے کہا:

”میں نے اس دارالامارہ میں دیکھا کہ امام حسینؑ کا سر بریدہ ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا اور کچھ دن بعد دیکھا کہ ابن زیاد کا سر اسی جگہ پر مختار کے سامنے رکھا گیا اور کچھ دن مذکور تھا کہ میں مختار کا سر بریدہ اسی جگہ پر مصعب کے سامنے دیکھا اور اب مصعب کا کتنا ہوا سر تھا رے سامنے دیکھ رہا ہوں!“ کہتے ہیں کہ عبدالمک وحشت زدہ ہو گیا اور حکم دیا کہ دارالامارہ کو ویران و مسمار کر دیا جائے، لہذا اسے ڈھادیا گیا اور کوفہ کی گندگی کو اس میں بھایا جانے لگا۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أَوْلَى الْأَبْصَارِ

یہی دارالامارہ ہے جسے ہم دربار ابن زیاد کہتے ہیں۔

جب عبید اللہ ابن زیاد کو کوفہ میں اہل بیت کی آمد کی خبر ملی تو اس نے اعلان کروایا کہ ہر غاص و عام دربار میں حاضر ہوں۔ لہذا اس کا دربار شہریوں اور دیہاتیوں سے بھر گیا۔ اس مضمون میں چونکہ ہم صرف جناب زینب علیہ السلام کے واقعات نقل کر رہے ہیں اس لئے دربار میں رونما ہونے والے تمام واقعات جیسے سر امام حسین علیہ السلام سے ابن زیاد کی بد تیزی اور صحابی رسول زید ابن ارقم کو قتل کی ہمکی وغیرہ کو چھوڑ کر صرف جناب زینب علیہ السلام کی داستان بیان کرتے ہیں۔

تھا۔ آپ مکتب ولایت کی تربیت یافت تھیں۔ آپ کا قلب علم و معرفت کے نور سے منور تھا۔

دوسری غور طلب بات یہ کہ جناب زینب زینب علیہ السلام معاشرہ شناس تھیں کوفہ کے لوگوں کو خود ان کا تعارف ان کے سامنے کیا۔ یہ معاشرہ شناسی بھی آپ علیہ السلام کا اپنے والد سے میراث میں ملی تھی۔ عربی ادب کامابر جاخط کہتا ہے: ”لوگوں کے اصناف اور ہر قوم و قبیلہ کی عادت کے لحاظ سے امیر المؤمنین علیہ السلام خطاب فرماتے تھے اور جناب زینب علیہ السلام کا یہی فضیح و بلیغ خطبہ ان کے والد کے خطبہ کی طرح تھا۔“ (نفس المحموم / ۲۱۵)

جناب زینب علیہ السلام کے خطبے نے کوفیوں کے افکار میں انقلاب پیدا کر دیا اور وہ اپنے کئے پر پیشمان ہوئے۔ آپ نے ڈشمن کے ان مظالم کو بیان کیا جو کہ اس نے کر بلا کے میدان میں اہل بیت رسول پر روار کھے تھے۔ لوگوں کو ان مظالم کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ آپ کے خطبے کے سبب انقلاب برپا ہوا کہ جس نے کر بلا کے شہیدوں کے خون کا انتقام لیا اور بنی امیہ کی حکومت کا قصہ ختم کر دیا۔

جناب زینب علیہ السلام قصر الامارہ میں

قصر الامارہ کو دارالامارہ بھی کہتے ہیں۔ یہ عمارت کوفہ میں مسجد کوفہ کی پشت پر تھی۔ آج کل اس کی بنیاد اور کچھ دیواریں باقی رہ گئی ہیں۔ یہ عمارت سعد ابن ابی وقادس کے ذریعہ سن کے ابھری میں مسجد کوفہ کی تعمیر کے بعد بنی تھی۔ جو لوگ عراق کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور جب کوفہ میں بیت امیر المؤمنین علیہ السلام کی زیارت کو پہنچتے ہیں تو اس بیت کے دروازے کے سامنے چہرہ کر کے کھڑے ہوں تو ان کے باینیں ہاتھ کی طرف دارالامارہ کا موجودہ کھنڈر دھماقی دیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس زمانہ میں اس کی حیثیت حکمرانوں کے محل کی تھی۔ آج کل فلم مختار نامہ میں اس عمارت کی شبیہ دیکھی جا سکتی ہے۔ اسی

ابن زیاد سے مکالمہ

عمرو بن حریث کہتا ہے کہ اس مکالمہ سے ابن زیاد بہت کھسیا گیا تھا اور اتنا غصہ میں آگیا تھا کہ گویا جناب زینب سلام اللہ علیہا وآلہ وسالمہ کو قتل کر دے گا۔ ابن زیاد کے حاشیہ نشینوں میں سے ایک نے کہا: اے امیر المؤمنین یہ عورت ہے اور عورتوں کی بات پر موافذہ نہیں کیا جاتا۔ جب ابن زیاد سے کوئی جواب نہ بن سکا تو اس نے کہا: تیرے باغی بھائی اور سرکش اہل خانہ کے قتل نے میرے دل کو شفا دی ہے۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا وآلہ وسالمہ پر رقت طاری ہوئی اور وہ روپڑیں اور فرمایا: تو نے ہمارے بڑے کو قتل کرایا اور ہماری جزا اور شاخ کو کاٹ دیا اور بنیاد کو اکھاڑ دیا، اگر تیری شفاسی میں تھی تو پھر تجھے شفا ملی ہے۔

ابن زیاد کہنے لگا: یہ عورت سچا ملے سے ہے اور مجھے اپنی جان کی قسم کہ اس کا باپ بھی سجائے اور شاعر تھا۔ جناب زینب نے فرمایا: میری حالت ایسی نہیں اور مجھے فرصت سمجھ نہیں ہے۔ ابن نماکی روایت کے مطابق آپ نے فرمایا: مجھے اس شخص پر تعجب ہے کہ جسے اپنے ائمہ کو قتل کر کے شفافتی ہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس جہاں میں انتقام لیں گے۔

اس کے بعد وہ ملعون سید سجاد علیہ السلام کی جانب متوجہ ہوا۔ (نفس المحموم ص ۲۴۶ تا ۳۲۳، جلاء العيون / ۱۸) اس طرح بنت علی سلام اللہ علیہا نے جرأت و شجاعت کے ساتھ اپنے خطبہ سے ابن زیاد کو مجمع علام میں رسوأ کر دیا اور اہل بیت رسول پر روا کھے جانے والے مظالم سے پردہ اٹھا دیا۔ ابن زیاد نے یہ مجمع اپنی قدرت نمائی کے لئے اکٹھا کیا تھا لیکن وہ ناکام رہا۔ امام حسین علیہ السلام کا سر اور اسراء کر بلکی داتان ستاہوں میں نقل

لے سمجھ: علم بدیع نثر کے وہ فقرات جن کے آخری کلمات ہم قافیہ ہوں:
سجاد: ہم قافیہ استعمال کرنے والی

راوی کہتا ہے کہ سید الشہداء علیہ السلام کے اہل و عیال روم کے قیدیوں کی طرح اس مجلس شوہ و منہوس میں پیش کئے گئے۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا ایک اجنی کی طرح دربار میں داخل ہوئیں اور ایک گوشہ میں بیٹھ گئیں اور اہل بیت کی دوسری عورتیں بھی آپ کو گھیرے میں لے کر بیٹھ گئیں۔ ابن زیاد نے پوچھا وہ عورت کون ہے جو اپنی کنیزوں کے ساتھ ایک گوشہ میں بیٹھی ہے؟ کسی نے جواب نہ دیا تو دوبارہ سوال کیا، پھر جواب نہ ملا اور جب تیسرا دفعہ پوچھا تو ایک کنیز نے کہا یہ رسول کی نواسی زینب بنت فاطمہ سلام اللہ علیہا میں۔ ابن زیاد نے جناب زینب سلام اللہ علیہا وآلہ وسالمہ کو مخاطب کر کے کہا: شکر اس خدا کا جس نے تم کو رسوا کیا اور تمہارے جھوٹ کو ظاہر کیا۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

حمد ہے اس خدائی جس نے اپنے نبی کے ساتھ ہمیں عربت بخشی اور ہمیں ہر جس والا اش سے پاک و پاکیزہ قرار دیا۔ رسواؤ فاقہن ہوتا ہے اور جھوٹ فاجر بولتا ہے۔ الحمد للہ۔ وہ ہم نہیں میں بلکہ دوسرے لوگ ہیں۔

ابن زیاد نے کہا: دیکھا خدا نے اہل بیت کے ساتھ کیا کیا؟ جناب زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے خدا نے شہادت مقدر کر دی تھی چنانچہ وہ اپنی آرام گاہ کی طرف فرداخ دل کے ساتھ چلے گئے اور میں نے اچھائی کے علاوہ کچھ منہ دیکھا۔ خدا بچھے اور ان کو جمع کرے گا اور تو ان سے احتجاج کرے گا۔ اس وقت دیکھنا کہ سعادت مندو کامیاب کون ہے؟ ابن مرجاد تیری مال تیرے سوگ میں بیٹھے۔

عالیہ غیر معلم حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔
مرحوم حاج شیخ اکبر علی نہادنی اپنی گرانقدرت کتاب میں نقل کیا
ہے کہ شیخ جلیل حاج ملا سلطان علی روضہ خوان تبریزی جو کہ عباد و زخاد
میں سے تھے، نقل کیا ہے کہ عالم رؤیا میں حضرت بقیۃ اللہ اردا حنفیہ کی
خدمت میں مشرف ہوا اور عرض کیا: میرے آقا مولا، آپ نے
زیارت ناجیہ میں فرمایا: فَلَا تُنْبَأَ صَبَّاغًا وَ مَسَاءً وَ
لَأَجْبِكَيْنَ عَلَيْكَ بَدَلَ الدُّمُوعَ دَمًا۔ پھر میں صحیح و شام آپ
پر ندبہ کرتا ہوں اور آنسو کے بد لے خون روتا ہوں۔ کیا صحیح ہے؟

تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا: ہاں صحیح ہے۔ میں نے عرض کیا:
وہ کون سی مصیبت ہے کہ جس پر آپ آنسو کے بد لے خون گریہ
فرماتے ہیں؟ کیا وہ مصیبت علی اکبر ہیں؟

frmایا: اگر علی اکبر زندہ ہوتے تو وہ بھی اس مصیبت پر خون
کے آنوروتے۔ میں نے کہا: کیا مصیبت عباس ہے؟
frmایا: اگر حضرت عباس بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی اس مصیبت
پر خون کے آنسو بھاتے؟ میں کے کہا: یقیناً مصیبت سید الشہداء
علیہ السلام ہے؟

حضرت نے فرمایا: اگر حضرت سید الشہداء علیہ السلام بھی زندہ
ہوتے تو وہ بھی اس مصیبت پر خون روتے۔ میں نے عرض کیا پھر وہ
کون سی مصیبت ہے؟

frmایا: ”زینب سلام اللہ علیہا کی اسی ری کی مصیبت، کہ جس پر ہمیشہ
خون کے آنسو بھاتے جائیں۔“

(عقبہ الحسان، ج ۱، ص ۹۸)

خدایا تجھے جناب زینب علیہ السلام اور تمام اسرائیل کے
ان پر کئے جانے والے ظلم کا انتقام لینے کے لئے امام زمانہ علیہ السلام کے
ظہور میں تھجیل فرماد تماں دشمنان اہل بیت علیہم السلام کو ذلیل و خوار فرماد۔

ہوئی ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کا سر جہاں پہنچتا تھا وہاں شور گریہ بلند ہو
جاتا تھا۔ انقلاب کی سی حالت پیدا ہو جاتی تھی۔ اس لئے وہ ملاعین جو
سر امام حسین علیہ السلام کو کوفہ سے باہر لائے، وہ عرب قبیلوں سے خائف
تھے کہ وہ شور و غل کریں گے اور سر کو چھین لیں گے لہذا وہ لوگ اصل
راستوں سے پر ہیز کرتے ہوئے غیر آباد راستوں سے چلے، البتہ جب
کسی قبیلہ میں پہنچتے تھے تو کہتے کہ خارجیوں کے سر ہیں۔

(کامل بہائی ۲/۲۹۱)

کوفہ سے شام کے راستہ میں جو واقعات رونما ہوئے میں
ان میں سے بعض یہ ہیں۔

سقط حسین: امام حسین علیہ السلام کی ایک بیوی حاملہ تھیں اور جلب کے
نزدیک ایک پہاڑ پر جمل گریگا۔ بچہ کا نام حسن تھا اور وہ اسی پہاڑ پر دفن
ہے جو ”مشهد اسقط“ اور ”مشهد الدکۃ“ کے نام سے آج بھی مشہور ہے۔
..... ایک منزل پر امام حسین علیہ السلام کی ایک بیٹی اونٹ سے گرگی
تھیں اور فریاد کی: یا عمتاہ، یا زینباہ۔ جب جناب زینب
سلام اللہ علیہا نے آواز سنی اور ادھر ادھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ پسی اونٹ کے
پیر کے نیچے آگئی ہے اور اس دنیا سے رخصت ہو گئی اور جناب زینب
سلام اللہ علیہا کا یہ نالہ بلند ہوا: واضیعتاہ، وغربتاہ، واحتخارا۔

واقعہ ذیراہب

امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک سے مججزہ کاظما ہے رونا اور
راہب کا اس طرف متوجہ ہونا، بہت ہی مشہور واقعہ ہے۔ یہ جلب سے
ایک منزل کے فاصلہ پر واقع قنسرین کے مقام پر رونما ہوا تھا۔
(شہی الامال ۱/۳۱۹)

اس کے علاوہ بھی بہت سی منزلوں پر واقعات رونما ہوئے
جیسے موصل، نصیبین، بعلبک، میافارقین اور شیر وغیرہ کے مقام پر۔
اختتمام پر امام زمانہ علیہ السلام کے حزن و غم کو ان کی جدہ ماجدہ

در بارِ یزید میں خطبہ جناب زینب سلام اللہ علیہا

اور اب میرے اس انتقام سے بدر کا انتقام پورا ہوا
میں یہ نہ کرتا تو میں خندف کی نسل سے نہ ہوتا
اگر میں نے بنی احمد سے ان کے کاموں کا بدلہ نہ لیا ہوتا
جب جناب زینب سلام اللہ علیہا نے یہ دیکھا تو آپ سلام اللہ علیہا نے
ایک حزین و غمزدہ آواز میں ایسی صدابندی جس سے دل کا پ
جائیں: یا حُسَيْنَا هُوَ أَحَبِّيْبِ رَسُوْلِ اللَّهِ! یا ابْنَ مَكَّةَ وَ
مِنْهُ! یا ابْنَ فَاطِمَةَ الرَّحْمَةِ الرَّهْرَاءِ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ! یا ابْنَ هُمَّدٍ
الْمُصْطَفَى!

اس درد بھری مذاکور کتمان لوگ رونے لگے اور یزید خاموش ہو گیا۔ پھر جناب زینب بھڑکی ہوئیں اور لوگوں سے مخاطب ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے اپنے جد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کمالات کا مظاہر دکیا اور یہ اعلان کیا کہ انہوں نے رضاۓ پوردگار کی خاطر صبر کیا، خوف و دہشت کی بنانہیں۔ پھر دختر علی و فاطمہ علیہما السلام کی آواز گونج اٹھی: **أَكْحَمْدُ لِلَّهِ وَرَبِّ الْعَالَمِينَ وَ
الصَّلَاةُ عَلَى جَدِّي سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَدَقَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ
كَذَلِكَ يَقُولُ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الدِّينِ أَسَأُوا السُّوَّاى
أَنْ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَ كَانُوا إِهْنَا يَسْتَهِزُونَ**

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو ساری کائنات کا پوردگار ہے اور درود و سلام ہو میرے جد بزرگ اور سید المرسلین پر۔ بیشک خدائے بھان نے تھی فرمایا ہے
”اس کے بعد برائی کرنے والوں کا انجام براہو کا
انہوں نے خدائی نشانیوں کو جھٹکا دیا اور برادران کا
مذاق اڑاتے رہے۔“ (سورہ روم، آیت ۱۰)

جلیل القدر عالم شیخ طبریؒ اپنی گزار قدر تکاب’الاحتجاج، ج ۲، ص ۳۰ پر نقل فرماتے ہیں:
جب امام علی بن حسین علیہما السلام اہل حرم کے ساتھ دربار یزید میں وارد ہوئے تو انہیں سر اقدس امام حسینؑ کے پاس لا یا گیا جو ایک طشت میں رکھا ہوا تھا اور یزید ان کے ہونٹوں پر چھڑی سے مار رہا تھا اور یہ کہ رہا تھا،

لَعِبَتْ هَاشِمٌ بِالْمُلْكِ فَلَا
خَبِرٌ جَاءَ وَ لَا وَحْيٌ نَزَلَ
لَيْتَ أَشْيَاخِي بِيَدِي شَهِدُوا
جَزَعَ الْحَزَرَجَ مِنْ وَقْعِ الْأَسْلَ
لَأَهْلُوا وَ اسْتَهْلُوا فَرَحَا
وَ لَقَالُوا يَا يَزِيدُ لَا تُشَلَ
فَبَرَّيَّا هُمْ بِيَدِي مِثْلَهَا
وَ أَغْفَنَاهُمْ بِيَدِي فَاعْتَدَلَ
لَسْتُ مِنْ خَنِيفَ إِنْ لَمْ أَنْتَقِمْ
مِنْ بَنِي أَنْجَدَ مَا كَانَ فَعَلَ
بَنِي هاشم نے حکومت کے ساتھ ایک کھیل کھیلا تھا
نہ کوئی خبر آئی تھی اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی تھی
کاش میرے بدر میں منے والے والے بزرگ دیکھتے
اور (احد میں) زخموں سے چورخورج کے گریہ کنال لوگ
اگر وہ یہاں ہوتے تو خوشی سے میری تعریف کرتے
اور کہتے اے یزید تیرے حاجہ کبھی نہ شل ہوں
ہم نے ان کے خاندان سے بدر کا انتقام لیا

دوسرے شہر لے جاتے ہیں؟ حتیٰ کہ شہروں اور دیہاتوں کے باشندے انہیں دیکھتے ہیں، دور و نزدیک کے لوگوں نے انہیں تماشا بنارکھا ہے، ذلیل و شریف لوگ انکی طرف اپنے نگاہیں اٹھاتے ہیں۔ ان کی کیفیت یہ ہے کہ ان کے مردان کی سر پرستی کے لئے موجود نہیں ہیں اور نہ وہ حمایتی پاتی ہیں۔ یہ اللہ سے بغاوت ہے، رسول اللہ ﷺ کے خلاف اعلان جنگ ہے اور جو کچھ وہ خدا کی بارگاہ سے لائے تھے اس کی مخالفت ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اور ایسے شخص سے عطف و مہربانی کی کیا امید کی جائے جو ان کی اولاد ہو جنہوں نے اسلام کے پاکیزہ شہیدوں کے جگہ کو چبانا پسند کیا ہو، جمکا گوشت نیکو کارلوگوں کے خون سے بنا ہو، جو نبیوں کے سردار ﷺ سے دشمنی رکھتا ہو، جو لوگوں کو جمع کرتا ہو اور انکے بعض کو پھیلاتا ہو، جس نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور پر توارچ پلاٹی ہو، جو عربوں میں اللہ کا سب سے شدید ترین مخالف ہو، اس کے رسول کا سب سے بڑا منکر ہو، جس نے برس عالم ان کے خلاف دشمنی کا اعلان کیا ہو اور خداوند عالم کی نظر میں سب سے بڑا اکفر و باغی ہو؟

یہ جان لے (اے یزید) ! یہ کفر کا نتیجہ ہے۔ یہ جنگ بدر میں تیرے آبا و اجداد کی شکست کی وہ چھپکی ہے جو تیرے دل میں رینگ رہی ہے؟ پھر وہ شخص کس طرح ہم اہل بیت ﷺ سے اپنے بعض میں کمی کر سکتا ہے جس نے ہم پر ہمیشہ نفرت و عداوت و کیفیت کی نظر ڈالی ہو، جو رسول اللہ ﷺ کا انکار کرتا ہو، اسے بیشمری سے بیان کرتا ہو اور ان کے فرزند اور ان کی ذریت کے بچوں کو قتل کرنے کے بعد خوشی کا اغذیہ رکرتے ہوئے اپنے اسلاف سے یہ کہے، اگر وہ یہاں ہوتے تو خوشی سے میری تعریف کرتے اور کہتے اے یزید تیرے ہاتھ بھی نہ شل ہوں اب تو حضرت ابا عبد اللہ (حیین) کے ہنٹوں کی طرف

اے یزید! کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ زمین و آسمان کے تمام راستہ ہم پر بند کر کے اور خاندان نبوت کو عام قید یوں کی طرح در بدر پھرا کر، خدا کی بارگاہ میں ہمارا جو مقام تھا اس میں کوئی کمی آگئی اور تو خود بڑا عزت دار بن گیا؟ پھر تو اس عام خیالی کاشکار ہے کہ وہ المیہ جس سے ہمیں تیرے ہاتھوں دو چار ہونا پڑا اس سے تیری وجہت میں کچھ اضافہ ہو گیا اور شاید اسی غلط فہمی کے باعث تیسری ناک اور چڑھنی ہے اور غور کے مارے تو اپنے کندھے اچکانے لگا ہے۔ ہاں! یہ سوچ کر تو خوشی سے بچوں لے ہمیں سمارہ ہا ہے کہ تیری طغیانی حکومت کی حدیں بہت پھیل چکی ہیں اور تیسری سلطنت کی نو کرشاہی بڑی مضبوط ہے۔ کیا تو یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ ہماری مملکت میں تجھے بغیر کسی خطرے کے پھیل پھیل کر اٹھیاں سے اپنا حکم چلانے اور من مانی کرنے کا موقع ملا ہے؟ ٹھہر یزید ٹھہر! ایک دو سانیں اور لے لے ! کیا تو اللہ عز وجل کا یہ قول بھول گیا ہے

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ نُمْلِى لَهُمْ خَيْرٌ لَا نَفْسٍ يَهُمْ إِنَّمَا نُمْلِى لَهُمْ لِيَذَادُوا إِنَّمَا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَنْهِيَنَّ﴾

اوہ خبردار یہ کفار یہ نہ سمجھیں کہ ہم جس قدر مہلت دے رہے ہیں وہ ان کے حق میں کوئی بھلانی ہے، ہم تو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں کہ جتنا گناہ کر سکیں کر لیں ورنہ ان کے لئے رسوائیں عذاب ہئے

(سورہ آل عمران، آیت ۱۷۸)

اے ہمارے آزاد کردہ غلاموں کی اولاد! کیا یہی عدل ہے؟ کہ تو نے اپنی عورتوں اور کنیزوں تک کو پردے میں بھاکھا ہے اور نبی زادیوں کی چادریں چھین لیں؟ ان کی حرمت کو تو نے پارہ پارہ کر دیا؟ ان کے دشمن انہیں بے پردہ، سر برہنہ ایک شہر سے

اللہ ریاض رسالت ﷺ کے بکھرے ہوئے پھولوں کو اٹھا کرتا ہے، کس طرح ان کے حالات کو بہتر بناتا ہے اور اس طرح جورو جفا کرنے والے باغیوں سے ہم کو ہمارا حق دلاتا ہے۔ اس خلاق عالم کا ارشاد ہے

وَ لَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ
أَمْوَاتًا بَلْ أَحْياءً عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرِزَّقُونَ.
فَرِحِينٌ بِمَا آتاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ ﴿١٠﴾

اور جردار اور خدا میں قتل ہونے والوں کو مردہ خیال نہ کرنا وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف سے رزق پا رہے ہیں۔ خدا کی طرف سے ملنے والے فضل و کرم سے خوش ہیں۔ (سورہ آل عمران، آیت ۱۰۹-۱۱۰)

تیرے لئے تو بس اتنا ہی جانا کافی ہے کہ اللہ ہمارا ولی ہے اور وہی فیصلہ کریگا، محمد ﷺ مدئی ہوں گے اور جبریل امین مددگار ہوں گے۔ اور عنقریب وہ لوگ بھی اپنا انجام دیکھیں گے جنہوں نے زمین ہموار کر کے تجھے اس جگہ پہنچایا اور مسلمانوں پر مسلط کیا

يَكُوْنُ كَمِيْسَ لِلظَّالِيمِينَ بَدَلًا

ظالمین کے لئے بدترین بدله ہے۔ (سورہ کہف، آیت ۵۰)
اسی وقت یہ بھی واضح ہو جائیکا کہ تم لوگوں کا ﴿شَرُّ مَكَانًا وَ أَكْثَرُ سَبِيلًا﴾ نٹھکا نہ بدترین ہے اور وہ بہت زیادہ بیکھرے ہوئے ہیں۔ (سورہ فرقان، آیت ۳۲)

(اے زید) اگرچہ زمانہ کے مصائب نے مجھے تجھ سے گفتگو کرنے پر مجبور کر دیا ہے لیکن میری نظر میں تو نہایت پست اور ذلیل شخص ہے تو نے (میرے بھائی اور خاصاً ان کی مصیبت میں) مسلمانوں کی آنکھوں کو گریاں کر دیا اور ان کے سینوں کو چلکنی کر دیا۔ اس معاملہ میں تیرے یار و مددگار بہت سُنگ دل ہیں۔ تو

بڑھ رہا ہے۔ وہ ہونٹ جنکا بوسہ رسول اللہ ﷺ لیا کرتے تھے، تو ان پر چھپڑی مار رہا ہے! یقیناً یہ (ہونٹ) ان کے سرور کا باعث تھے۔ میں قسم کھاتی ہوں، جو ان جنت کے سردار، فرزند سردار عرب، آل عبد المطلب کے سورج کا خون بہا کرتے زخمی کیا ہے، تو نے بر باد کیا ہے اور اپنے آبا و اجداد کا انتقام لیا ہے۔ ان کا خون بہا کرتے اپنے اسلاف کے کافروں سے تقرب حاصل کیا ہے اور پھر تو نے اپنی آواز بلند کی ہے۔

میں قسم کھاتی ہوں، بیٹک تو نے یہ ندادی کہ اگر وہ تجھے دیکھتے تو عنقریب تو انہیں اور وہ تجھے دیکھیں گے اور تو یہ چاہیگا کہ کاش تیرے ہاتھ مغلوب ہو جاتے اور تو یہ خواہش کریا گا کہ کاش تیری مال نے تجھے اپنے شکم میں نہ رکھا ہوتا اور کاش تیرے باپ نے تجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا جب تو نے اللہ کے غیض کی طرف اقدام کیا تب تیرے اور تیرے باپ کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ ہوں گے۔

پروردگار! ان لوگوں سے ہمارے حق کو وصول فرمادا! ان ظالموں سے ہمارا انتقام لے! تو اس پر اپنا غیض و غصب نازل فرمادا، جس نے ہمارا خون بہایا ہے، جس نے ہمارے حق کو پایا سال کیا، ہماری حمایت کرنے والوں کو قتل کیا اور ہمیں بے پردہ کیا۔ تو نے جو کیا سوکیا۔ (اے زید! اپنے اس عظیم گناہ سے) تو نے خود ہی اپنی کھال نوچی ہے، تو نے اپنے ہاتھوں سے اپنے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دتے۔ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ تجھے انتہائی ذلت و خواری کے عالم میں رسول خدا ﷺ کا سامنا کرنا پڑیا جب کہ ان کی ذریت کا خون تیسری گردان پر ہو گا اور ان کی حرمت کو تو نے پایماں کرنے، ان کی عترت کا خون بہانے اور ان کے گوشت کو پارہ پارہ کرنے کا عذاب تو اپنی گردان پر رکھتا ہو گا۔ پھر دیکھنا کس طرح

او صیاء کے لئے ان کی مرادوں تک رسائی کو مکمل کیا، انہیں اپنی رحمت، رفت، رضا اور مغفرت کی جانب منتقل کیا۔ اور ان کے ذریعہ (اے یزید) تیرے علاوہ کوئی شقی نہیں بننا اور غذاب میں گرفتار نہیں ہوا۔

ہم خدا کی بارگاہ میں درخواست کرتے ہیں کہ انہیں (شہیدان کر بلاء کو) مکمل اجر دے، ان کے ثواب کو فراواں اور ان کے وارثوں اور جانشینوں کو اپنے حسن کرم سے بہرمند فرمائے۔ یقیناً، وہی رحم کرنے والا اور مجتب کرنے والا ہے۔“

خلاصہ

اہل بیت پیغمبر ﷺ وہ شخصیتیں ہیں جن کے کمالات کو انسانیت درک نہیں کر سکتی۔ میدان جنگ میں جب اسلام پر وقت آ پڑا تو علی اور اولاد علی علیہ السلام نے شہزادیاں لیکن بعد رسول ﷺ ہی وہ علی تھے جنہوں نے وصیت سروکائنات پر عمل پیرا ہوا اپنا حق چھن جانے پر بھی ایک عظیم صبر کا مظاہرہ کیا۔ اسی طرح میدان کر بلاء میں جب خداوند عالم نے دنیا کے سامنے صبر کی انتہا کی مثال قائم کرنا چاہی تو امام حبیب علیہ السلام نے اپنی اور اپنے اصحاب کی قربانیوں کے ذریعہ خدا کے اس مقصد کو پورا کیا۔ لیکن بعد کر بلاء جب مقصد خداوندی اور پیغام الہی کو نجات دینے والے حسین علیہ السلام کی شہادت کو بغاؤت بیعت یزید کے انجم کار کے طور پر پیش کیا جانے لگا تب فصاحت، بلاغت اور خطابت کے امیر، حضرت علی بن طالب علیہما اللہ تعالیٰ کی دختر کے اس خطبہ میں لہجہ حیدری کی گرج نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ ظالم اور ظالم کو بے نقاب کرنا خاندان عصمت و طہارت کی روشن ہے۔ خدا یا! تجھے اہل حرم کی بے پردگی کا واسطہ، منقص خون امام حسین، حضرت امام زمان علیہ السلام کے ظہور پر نور میں تحریک فرما! آئیں۔ باقی صفحہ نمبر ۲۶ پر.....

نے سرکش نقوش، خدا کے غصب اور لعنت رسول سے بھرے اجسام اور اس گروہ کا سہارا لیکر قدم اٹھایا، شیطان نے ہبھاں اپنا آشیانہ بنا رکھا ہے اور انڈے رکھتا ہے۔

تعجب ہے! سخت تعجب ہے! متین اور فرزندان انبیاء، آزاد کردہ غلاموں، ولد الزنا اور فاحشوں کی اولاد کے ہاتھوں قتل ہوتے۔ ہمارے خون تمہارے بیجوں سے ٹپک رہے ہیں اور ہمارے گوشت تمہارے دہنوں سے باہر آرے ہیں۔ زمین پر پڑے ان پاک و ظاہر حسموں سے بھیڑتے سرکشی کر رہے ہیں اور سیال ان کوٹی میں غلطائی کر رہے ہیں۔

اگر تو یہ گمان کر رہا ہے کہ آج تو نے غنیمت حاصل کر لی ہے اور فائدہ پالیا ہے تو بہت جلد تو نقصان اٹھایا گا۔ اس وقت تیرے ہاتھ وہی آیا گا جو تو پہلے پنج چکا ہے اور خداوند عالم کبھی بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ ہم خدا سے شکایت کرتے ہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ تو جو مکر کرنا چاہتا ہے کہ، جو کوششیں کرنا چاہتا ہے کر۔

قسم ہے مجھے اس پروردگار کی جس نے ہمیں وحی اور کتاب (قرآن)، نبوت اور اپنے خاص بندے ہونے کا شرف عطا کیا! تو ہمارے مرتبہ کو درک نہیں کر سکتا، ہماری انتہا تک نہیں پہنچ سکتا، ہمارے ذکر کو مٹا نہیں سکتا اور جو تو نے ہمیں بے پردہ کیا ہے (اس جنم سے) تو اپنے ہاتھ دھونہیں سکتا۔

یزید! تیری فکر کچھ نہیں سوائے بدگمانی کے۔ تیری زندگی میں بس چند دن باقی رہے گئے ہیں۔ تیری بساط اللہ تعالیٰ والی ہے۔ وہ دن قریب ہے جب منادی نداد یا ظالم اور سرکشی کرنے والے پر لعنت ہئے۔

حمد و سپاس ہے اس پروردگار کے لئے جو عالمین کا پالنے والا ہے! جس نے اپنے اولیاء کے لئے سعادت کا حکم دیا اور اپنے

جناب زینب ببری سلام اللہ علیہا کی تاریخ وفات اور مزار

اعلیٰ میں اہل بیت نبوت و رسالت کی مجلس میں جا پہنچی۔ یہ ایک الگ مسئلہ ہے جب جناب زینب ببری سلام اللہ علیہا کی روح مطہر پنج تن پاک کی بارگاہ میں پہنچی ہوئی تو نانا، ماں، باپ اور بھائیوں نے جب مصائب دریافت کئے ہوں گے اور خود جناب زینب کی زبانی بیان ہوئے ہو گئے تو کیا قیامت برپا ہوئی ہوئی۔

جناب زینب ببری سلام اللہ علیہا کی تاریخ وفات کے بارے میں چند اقوال میں۔ ایک سوال عام طور سے کیا جاتا ہے کہ ولادت اور وفات کی تاریخوں میں اختلاف کیوں ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے:

- (۱) جس طرح آج کل ولادت ووفات کی تاریخ رجسٹرڈ کر دی جاتی ہے اس زمانہ میں اس طرح کا کوئی رواج نہیں تھا جس دن کسی کی ولادت وفات کی خبر دی جاتی ہے اسی تاریخ کو تاریخ ولادت ووفات تسلیم کر لیتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ولادت یا وفات اس سے پہلے ہوئی ہو۔

- (۲) اس زمانہ میں ہر طرف دشمنان اہل بیت علیہم السلام کی حکومت تھی۔ اہل بیت علیہم السلام سے متعلق باتیں نقل کرنے پر سخت پابندی تھی بلکہ اس پر سخت سزا میں چسیں۔ حکومت کے پروردہ بدرجہ مجبوری یہ بات نقل کرتے تھے تو ظاہر ہے اس صورت میں صحیح بات تو نقل نہیں ہوتی تھی۔

- (۳) اہل بیت علیہم السلام کے خاندان کے افراد کی وفات اکثر ظالموں کے ظلم کی وجہ سے ہوتی تھی۔ وفات کی خبر نقل کرنے میں چونکہ ظالموں کے ظلم کا تذکرہ ہوتا اس بنا پر وفات وغیرہ کی باتوں کو عام طور سے نقل نہیں کیا جاتا تھا۔

- (۴) اتنی سختیوں اور پابندیوں کے باوجود اہل بیت علیہم السلام کے

ثانی زہراء، شریک کار امامت سید الشہداء، مشیر حضرت زین العباء، بانی عرباء، معاذل شریعت غراء، وارث حیدر جعفر، خواہر عباس و عقیل۔ عمده اکبر واصغر مادر گرامی عون و محمد۔ ام المصالح حضرت زینب ببری سلام اللہ علیہا کی زندگی کا وہ وقت آپ پہنچا جب دنیا کے تمام مصالب برداشت کر کے وہ مصالب و آلام جن کو نہ آسمان برداشت کر سکتا تھا اور نہ ہی زمیں نہ پہاڑوں میں طاقت تھی اور نہ سمندروں میں اتنی وسعت کہ اس قدر مصالب برداشت کر کے زبان شکوہ سے آشنا ہوئی بلکہ ہمیشہ شکر گزار رہیں۔ جب ابن زیاد ملعون نے جناب زینب سے واقعات کر بلکے بارے میں دریافت کیا "آپ کے گھروں والوں کے ساتھ جو ہوا وہ کیسا لگا؟ فرمایا:

**ما رَأَيْتُ إِلَّا جَمِيلًا
مِنْ قَوْسِ كُوبَسِ نِيكِ دِيكَهْرِتِي هُولِ۔**

کچھ لوگوں کے لئے خدا نے شہادت مقرر کی تھی وہ اپنی منزلوں تک پہنچ گئے ہیں۔ خدامتو اور ان کو میدان قیامت میں جمع کرے گا وہاں گفلگو ہوئی وہاں مقدمہ کافیصلہ ہو گا اس دن دیکھنا کون کامیاب ہوتا ہے۔ اے ابن مرجانہ تیری مال غمزدہ ہو۔"

جب ذمہ دار یاں پوری ہو گئیں، لوگوں تک امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب باوفا کی شہادت کی خبر عام ہوئی، کوفہ، شام، کربلا اور مدینہ میں صفت عرا پچھگئی، عزاداری کی بنیاد میں مستحکم ہو گئیں، پروردگار ملک و ملکوت سے ملاقات کا وقت آپ پہنچا۔ اپنے آباء و اجداد بھائیوں سے عرش اعلیٰ پر ملاقات کا وقت معین آگیا۔ مصالب و آلام سے چور چور، عزم و ارادہ میں کوہ طور، حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی روح مقدس خدا کی بارگاہ کے مقدس ترین فرشتوں کے ذریعہ رفیق

حرم مطہر کو پانی پلانے میں صرف کرتے تھے اور کچھ وقت پڑھنے لکھنے میں صرف کرتے تھے محنت کرتے کرتے رفتہ رفتہ اس منزل پر پہونچے کہ حضرت آیۃ اللہ العظیمی میسر محمد شیرازی (۱۳۱۳) کے درس خارج میں شرکت کرنے لگے اور درجہ اجتہاد پر فائز ہو گئے۔

اس سید جلیل پر ہیزگار اور پارسا کا بیان ہے: میں نے ایک مرتبہ خواب میں حضرت ولی عصر صاحب الزمانؑ کو دیکھا کہ نہایت غمزدہ ہیں اور جسم مبارک سے آنسو والیں۔

حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا سلام کا شرف حاصل کیا اس غم اور گریہ کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا: آج میری پھوپھی جناب زینب سلام اللہ علیہا کا یوم وفات ہے۔ آج کے دن آسمانوں میں ملائکہ جناب زینب سلام اللہ علیہا کی فرش عرواجھاتے ہیں اور جناب زینب سلام اللہ علیہا کے خطبے پڑھ پڑھ کر گریہ کرتے ہیں جب تک میں ان کو جا کر تک نہیں دیتا ہوں اس وقت تک ان کا گریہ و بکاری رہتا ہے۔ (زینب ببری سید ابوالقاسم دیباچی ص/ ۲۰۲)

اس سے اندازہ ہوتا ہے جناب زینب سلام اللہ علیہا کی عزاداری حضرت امام زمانہ علیہ السلام اور فرشتوں کو بہت پند ہے۔ اسی بنا پر ہمیں بھی یہ دن نہایت عربت و احترام غم و الم کے ساتھ منانا چاہیے۔

علماء نے جناب زینب سلام اللہ علیہا کا سن وفات ۶۵ چھوٹہ تحریر فرمایا ہے۔ بعض افراد نے ۲۵ چھوٹہ بھی لکھا ہے۔ یعنی واقعہ کر بلا کے بعد بس ایک سال یا چار سال زندہ رہیں۔ ظاہری بات ہے جس بہن نے واقعہ کر بلا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو، فرزندوں، بھائیوں اور بھتیجوں کے پارہ پارہ بے نہن لاشے دیکھ ہوں جس نے سید الشهداء علیہ السلام کاٹھکے ٹکڑے خاک و خون میں اٹا بدن دیکھا ہوا اس کو کیونکر قرار آتا ہوگا۔ جب آج ہزاروں سال گزرنے کے بعد صرف

فضائل و مناقب اس سے زیادہ ان کے مصائب و آلام کا کتابوں میں ذکر ہوناولادت ووفات کی تاریخوں کا باقی رہنا، کسی معجزہ سے کم نہیں ہے۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا کی وفات دو تاریخوں میں ذکر کی گئی ہے۔ عربی کتابوں میں اور حضرت آیۃ اللہ العظیمی آقا نی سیستانی مظلہ العالی کے دفتر سے شائع شدہ تقویم میں اور اصلاح کی تقویم میں ۱۵ رجب ۱۴۵ چھ یا ۱۵ چھ تحریر کی گئی ہے جب کہ اصلاح نے ایک قول ۶ رجب مادی الاول ۲۵ چھ بھی نقل کیا ہے اور خوجہ حضرات کی طرف سے شائع شدہ کلندر میں ۱۶ رذی الجمہ بھی نقل کی گئی ہے۔ بہر حال تاریخ وفات کا اختلاف اصل وفات اور اس کی اہمیت پر اثر انداز نہیں ہوتا ہے۔ یہ دن نہایت مصیبت کا دن ہے۔

یوم وفات جناب زینب سلام اللہ علیہا پر امام زمانہ علیہ السلام کا گریہ

”خاص زینبیہ“ کے مواف جناب آیت اللہ سید نور اللہ الجزائی نے صاحب کتاب ”الکبریت الامر“ میں جناب شیخ محمد باقر نائینی کے ذریعہ یہ واقعہ نقل فرمایا ہے:

جب میں حوزہ علمیہ بخت اشرف میں علم حاصل کر رہا تھا ایک متنقی و پارسا سید کو دیکھا جسے لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا ایک دن انھوں نے حرم امیر المؤمنین علیہ السلام میں زیارت کے دوران ایک تری کی زائر کو دیکھا جو حرم کے ایک گوشہ میں قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول تھا۔ یہ منظر دیکھ کر اس سید پر ہیزگار پڑھا اور اپنے دل میں کہما۔ یہ تری کی اتنا اچھے انداز میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے۔ یہ تمہارے جد حضرت رسول خدا علیہ السلام کی کتاب ہے اور تم اس کی تلاوت سے محروم ہو۔ اس کے بعد سید دن کے کچھ اوقات زائرین

انتقام کا جذبہ بڑھتا تھا۔ مدینہ کے گورنر عمر و بن سعید الاشدق نے یزید کو ان حالات سے باخبر کیا۔ یزید نے جواب میں لکھا ان کے اور لوگوں کے درمیان جدائی کر دی اور ان کو مدینہ سے کسی اور شہر روانہ کر دی۔ جب جناب زینب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حکومت وقت کا بہت زیادہ دباؤ بڑھا اور مدینہ میں جیناد و بھر ہو گیا، آپ مصر چل گئیں اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔ وہاں کے لوگوں نے آپ کا بڑا احترام کیا اور آپ کی وصیت کے مطابق مسجد جامع میں نماز جنازہ کے بعد آپ کو آپ کے گھر میں دفن کر دیا گیا۔

اس سلسلے میں بس اتنا کہنا ہے کہی بھی معتبر تاریخ میں مصر میں جناب زینب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کا تذکرہ نہیں ہے۔ قاهرہ میں جو مزار ہے وہ جناب زینب بحری صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں بلکہ زینب بنت تیجی المتوج بن الحسن الانور بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ہے۔

اس کے علاوہ مشہور مورخ ابن الانصاری نے ”الکواکب السیارہ“ نامی کتاب میں مصر کے مشہور مزارات کا تذکرہ کیا ہے اس میں جناب زینب بحری صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کا کوئی ذکر نہیں ہے جب کہ زینب نام کی گیارہ خواتین کے مزار کا ذکر ہے۔ اس بنا پر اگر جناب زینب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار مصر کے شہر قاهرہ میں ہوتا تو اس کا ضرور تذکرہ ہوتا۔

تیسرا قول کے بارے میں یہ دلیل بیان کرتے ہیں ایک تو اس مزار کی ایک قدیم تاریخ ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام کی پوتی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بہو سیدہ نفیسه بنت حسن بن زید بن حسن بن علی علیہ السلام نے اس مزار کی زیارت کے لئے سفر کیا اور شام آ کر اس کی زیارت کی۔

تیسرا یہ کہ متعدد مورخین نے یہ واقعہ لکھا ہے جب

سن کر دل بے چین ہو جاتا ہے اور صبر و قرار رخت ہو جاتا ہے تو اس چاہنے والی بہن کی کیا حالت ہوئی ہو گی۔ ہر وقت ذہن میں کربلا کی تصویر ہی ہو گی اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلا بروائ رہتا ہو گا ایک غم سے انسان ندھال ہو جاتا ہے چہ جانیکہ ۱۸ نبی ہاشم کاغم۔

مزار مقدس حضرت زینب بحری صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم
جناب زینب بحری صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار کے بارے میں تین نظریات ہیں۔

- (۱) مدینہ منورہ میں بقیع میں دفن ہیں۔
- (۲) مصر کے شہر قاهرہ میں دفن ہیں۔
- (۳) شام کے شہر دمشق سے ۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر جس کو آج کل ست زینبیہ کہا جاتا ہے۔

پہلے قول کی دلیل میں یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد جب جناب زینب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جد رسول خدا صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ واپس آئیں اس کے بعد آپ کہیں نہیں گئیں زندگی کے آخری لمحات تک اسی شہر مدینہ میں رہیں۔

اگر جناب زینب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مدینہ میں ہوتی تو اہل بیت علیہ السلام کی روایتوں میں اس کا ضرور تذکرہ ہوتا اور اہل بیت علیہ السلام کی دیگر شخصیتوں کی طرح ان کی بھی قبر مطہر کا ضرور نام و نشان ہوتا۔ جنت ابقیع کی مقدس قبروں میں اس کا بھی ضرور تذکرہ ہوتا۔

دوسرا قول کے بارے میں یہ دلیل بیان کرتے ہیں۔ جب جناب زینب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ واپس آئیں وہ مسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصاحب اور یزید ملعون کے مقابلہ کا تذکرہ فرماتی تھیں جس سے عام لوگوں میں یزید کے خلاف غم و غصہ اور

نے ایک رقم دے کر فرمایا: ”تم اس سے سامراء پہنچ جاؤ گے۔ سامراء میں ہمارے وکیل حاج میرزا حسن الشیرازی کے پاس جانا اور ان سے کہنا آپ کے پاس ہمارے کچھ مالی حقوق میں آپ ہمیں اس قدر دے دیں جس سے میں اپنے جد حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کر سکوں۔“

اس مردمون کا بیان ہے اس وقت کچھ اتنا پریشان تھا کہ اس بات کی طرف متوجہ ہی نہیں ہو سکا کہ یہ سید بھلاکوں میں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ البتہ میں نے ان سے یہ دریافت کیا اگر جناب شیرازی نے مجھ سے آپ کے بارے میں دریافت کیا تو میں کیا جواب دوں؟

انھوں نے فرمایا: ”تم جناب شیرازی سے کہنا۔ سید مهدی میں تم اور ملا علیؑ کی طہرانی اس سال گرمیوں میں شام میں تھے اور تم دونوں میری پھوپھی جناب زینب بنت اُبی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ اس وقت وہاں زائروں کا جھوم تھا۔ وہاں زائرین نے کبوتوں کے لئے بہت زیادہ دانے ڈالے تھے۔ اس وقت تم دونوں اپنی عباۓ میں اتار کر حرم میں جھاڑو دے رہے تھے اور بکھرے ہوئے دنوں کو ایک گوشہ میں اٹھا کر رہے تھے۔ اس کے بعد ملا علیؑ کی طہرانی اپنے ہاتھوں سے ان دنوں کو اٹھا کر حرم کے باہر لے جا رہے تھے۔ میں وہاں کھڑا تھم دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ مردمون قطبی کا بیان ہے جب میں نے آیۃ اللہ حاج میرزا حسن شیرازی سے یہ واقعہ بیان کیا ان پر عجب کیفیت طاری ہو گئی۔ مجھے گلے سے لاکیا میری پیشانی کا بوسہ لیا میرا حسترام کیا اور خراسان تک جانے کے لئے اخراجات دے دیئے۔

پھر کچھ دونوں کے بعد اس مردمون کا طہران جانا ہوا اور وہاں ملا علیؑ کی طہرانی سے ملاقات ہوئی۔ ان سے بھی یہ واقعہ بیان کیا انھوں کیا۔ اتنے میں ایک نورانی شخص کی زیارت نصیب ہوئی۔ انھوں

۲۳۱۴ء میں روضہ کا گنبد منہدم ہو گیا۔ والی دشمنت نے تاجروں کی مدد سے اس روضہ کی تعمیر شروع کی تعمیر کے دوران ایک قد آدم پتھر نکلا جس پر یہ عبارت تحریر تھی:

هَذَا قَبْرُ السَّيِّدَةِ زَيْنَبَ بِنْتِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

یہ قبر ہے جناب زینب بنت علی بن ابی طالب بنت

فاطمہ زہراء کی۔

اسی جگہ ان کی وفات ہوئی اور یہیں قبر بنائی گئی جب آپ دوسری مرتبہ شام واپس آئیں۔

(زینب الحبری ص ۲۳۰۔ ابو القاسم دیباچی)

جو تھے یہ کہ اگر جناب زینب بنت کبریؓ کی قبر مطہر اور مزار مقدس شام میں نہ ہوتا تو داعش اور وہابی فکر و نظر کے پروردہ بمباری نہ کرتے۔ یہ دشمنان اہل بیت علیہ السلام ان کی زندگی میں بھی ان کو ستاتے رہے اور ان کی وفات کے بعد ان کے مزارات کو منہدم کر کے اپنی دیرینہ شنمی کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔

پانچویں حضرت امام زمان علیہ السلام کی تاکید و تائید

مرحوم و مغفور رحمہ جناب محمد رضا سقازادہ نے اپنی کتاب ”الحصاص الزینبیۃ“ کے مقدمہ میں یہ واقعہ مرحوم آیۃ اللہ آقا ضیاء عراقی طاب ثراه (جن کے شاگردوں کے فہرست میں بزرگ مرتبہ مراجع شامل ہیں) بیان کرتے ہیں کہ ایک مردمون قطبیف (سعودی عربیہ) سے مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کو جاری ہاتھا۔ راستہ میں اس کا سارا مال غائب ہو گیا۔ وہ بیان میں جیران و پریشان تھا جب ہر طرف سے پریشانیوں نے گھیر لیا، ولی عالم امکان حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت اقدس میں فریاد کی، استغاثہ کیا، تو سل کیا۔ اتنے میں ایک نورانی شخص کی زیارت نصیب ہوئی۔ انھوں

شرح زیارت ناجیہ

ہو (یعنی جہاد کیا ہو)۔“

(وسائل الشیعہ، شیخ حرم عاملی، ج ۵، ب ۲۷۳، باب ۲، ح ۲، ۶۸۲۳)

دوسر الفاظ اس فقرہ میں الصلابیر ہے جس سے مراد وہ شخص ہے جو صبر کرتا ہے۔ ثالثیؑ مجرد کا اسم فاعل ہے۔

یقیناً امام حسین علیہ السلام نے صبر اور شکیبائی کا وہ جو ہر دکھایا کہ خود صبر کو پسینہ آجائے لیکن حسین علیہ السلام کے ماتھے پرشکن نہ آئی۔ خدا کی قسم دنیا کے تمام قلمروں جائیں اور سیاہی سوکھ جائے لیکن حسین علیہ السلام کے صبر کی تعریف نہیں کی جاسکتی ہے۔

السلامُ عَلَى الْمُظْلومِ بِلَا تَاصِيرٍ

سلام ہو اس مظلوم پر جو بے یار و مددگار تھا

مظلوم کا ماذہ ہے ظ-ل-م اور مظلوم اس کا اسم مفعول ہے یعنی وہ شخص جس پر ظلم کیا جاتے۔ تاریخ میں محمد و آل محمد علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی مظلوم نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ ظلم کے پہاڑ کسی اور پرلوٹتے تو وہ پارہ پارہ ہو جاتا۔

بلا ناصر اس وقت کی طرف اشارہ ہے جب امام حسین علیہ السلام کا کوئی یا اور اور مددگار نہ رہا۔ جب تمام انصار، اقرباء اور اولاد را خدا میں قربان ہو گئے، امام حسین علیہ السلام نے صدائے استغاثہ بلند کی، اصغر نے اپنے آپ کو جھولے سے گرا دیا۔ امام حسین علیہ السلام اپنے ششمہ ہے کو میدان میں لے گئے اور اصغر شہید ہو گئے۔ اب اسکے بعد امام حسین علیہ السلام تن و تہائے تھے۔ نہ کوئی یار تھا اور نہ کوئی مددگار۔

السلامُ عَلَى سَاكِنِ التُّرْبَةِ الزَّاكِيَةِ

سلام ہو پاک و پاکیزہ خاک میں بننے والے پر۔

ساکن کا ماذہ ہے س-ل-ک-ن اور ساکن اسکا اسم

(المُنتَظَرُ حِرَامُ الْحِرَامِ خُصُوصِي شمارہ ۵۳۵ء، پچھلے شمارے سے جاری)

السلامُ عَلَى الْمُحْتَسِبِ الصَّابِرِ

سلام ہو اس پر جس نے اللہ کی رشی کے خاطر تمام

قریانیاں دی اور جس نے (صیبتوں) پر صبر کیا

مُخْتَسِبٌ كَامَادَهٗ هِيَ ح-س-ب اور یہ باب افتعال کا اسم فاعل ہے جس کا مصدر احتساب ہے۔

احتساب کے مختلف معنی ہوتے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد وہ شخص ہے جو خدا و متعال کی غاطر کسی کام کو انجام دے۔

لغت میں احتساب کے معنی اس طرح ملتے ہیں:

إِحْتِسَابًا، أَنْ يَطْلَبَ إِلَيْهِ الْجُنُوبُ وَثَوَابِهِ

احتساباً (یعنی اللہ تعالیٰ کے وجہ (یعنی خوشنودی) اور اسکا

ثواب حاصل کرنے کی غاطر۔

(لسان العرب، ابن منظور، ج ۱، ص ۳۱۵)

یا مثلًا روایت میں اس طرح ملتا ہے:

عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلَى عَلَيْهِمَا

السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ أَلْمَوْذِنُ الْمُحْتَسِبُ كَالشَّاهِرِ

سَبِيقَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

جابر جعفری روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے

فرمایا کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی

خوشنودی کے لئے اذان دے تو گویا اسکا ثواب اس

شخص کی طرح ہے جس نے اللہ کی راہ میں تواریخاں

فضیلت ایک سوئی کے برائی بھی نہیں جسے سمندر میں ڈبو دیا گیا اور پھر جب نکلا جائے تو سمندر کے پانی کے (ایک قطرہ کے) ساتھ نکلے۔ (ای طرح) اگر سرز میں کر بلانہ ہوتی تو میں تجھے یہ فضیلت بھی نہ عطا کرتا۔ اور اگر ساکن کر بلا (یعنی امام حسین علیہ السلام) نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ آسے پیدا کرتا جس پر تو فخر و ناز کر رہی ہے۔ لہذا ٹھہر جا اور اپنی جگہ پورہ اور سرز میں کر بلا کے لئے ایک متواضع ذسیل اور غاسکار بن کرہ، اور کر بلا کے مقابلے میں قطعاً تکبر اور غسرور نہ کرنا اور نہ میں تجھے منع کر دوں گا اور تجھے جہنم میں ہلاک کر دوں گا۔

(کامل الزیارات، از قولیہ، ص ۲۶۷، باب ۸۷)

مندرجہ بالا حدیث واضح کرتی ہے کہ دنیا کی کوئی بھی زمین سرز میں کر بلا کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔

السلام على صاحب القبة السامية
سلام ہو بندو بالا گندو والے پر

السامیہ اسم فاعل ہے جو کا مادہ ہے س-م-و اور سمو کے معنی میں بلند اور بالا۔ اس سے پہلے یہ بات گذر چکی ہے کہ اسی زیارت میں امام حسین علیہ السلام کو اس طرح سلام کیا گیا ہے کہ سلام ہواں پر جس کے گنبد کے تحت دعائیں منتخب ہوتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اس فقرہ میں جس بلندی کا ذکر ہوا ہے وہ صرف عمارت کی بلندی نہیں بلکہ روحانی، معنوی اور مرتبہ کی بلندی ہے۔ اس گنبد کے نیچے کھڑے ہو کر دعائیں لانے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ دعائیں یہاں منتخب ہوتی ہیں۔

السلام على من ظهرهُ الجليل

فاعل ہے جس کا مطلب ہے سکونت اختیار کرنے والا۔ تربت یعنی خاک اور زا کیہ یعنی پا کیزہ۔ زا کیہ مؤنث ہے زا کی کا جو اسم فاعل ہے۔ ہم شیعوں کا عقیدہ ہے کہ کوئی بھی زمین سرز میں کر بلاء سے افضل نہیں۔ مثلاً روایت میں ملتا ہے:

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ أَرْضَ الْكَعْبَةِ قَالَتْ مَنْ مِثْلِيْ وَقَدْ بَنَى بَيْتَ اللَّهِ عَلَى ظَهِيرَتِيْ يَا تَبَّانِي النَّاسُ مِنْ كُلِّ فَجَّ عَمِيقٍ وَجَعَلْتُ حَرَمَ اللَّهِ وَأَمْنَهُ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهَا كُلِّيْ وَقِيرَيْ مَا فَضَلْتُ مَا فُضِّلَتِ بِهِ قِيمًا أَعْطَيْتُ أَرْضَ كَبَلَاءَ إِلَّا يَمْنَزِلَةُ الْإِبْرَةِ غُمْسَتْ فِي الْبَحْرِ فَحَمَلْتُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ وَلَوْ لَا تُرْبَةُ كَبَلَاءَ مَا فَضَلْتُكِ وَلَوْ لَا مَنْ ضَمَّنَهُ كَبَلَاءَ لَمَّا حَلَقْتُكِ وَلَا خَلَقْتُ الَّذِيْ افْتَخَرْتِ بِهِ فَقِيرَيْ وَاسْتَقِرَيْ وَكُونَيْ ذَنَبَا مُتَوَاضِعًا ذَلِيلًا مَهِينَا غَيْرَ مُسْتَنِكِيْ وَلَا مُسْتَكِبِيْ لِأَرْضِ كَبَلَاءَ وَإِلَّا مَسْخُتُكِ وَهَوَيْتُ بِكِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کعبہ کی سرز میں نے کہا، میری طرح کون ہے؟ جبکہ اللہ کا گھر مجھ پر تعمیر کیا گیا ہے۔ دنیا کے دور دراز علاقوں سے لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ مجھے اللہ کا حرم اور جائے امن قرار دیا گیا ہے۔ ”جیسے ہی یہ خیال اُسے آیا، اللہ نے اس پر وحی کی، قابو میں رہ اور اپنی جگہ ٹھہر جا۔ جو فضیلت میں نے سرز میں کر بلاؤ عطا کی ہے اسکے مقابلے میں تیری

سلام ہو اس پر جسے خدا نے جلیل (صاحب جلال) نے
افتخر کا مادہ ہے ف-خ-ر اور یہ بابِ افتخار کے
ماضی کا پہلا صیغہ ہے۔ جبرئیل نے امام حسین علیہ السلام کی کس طرح
خدمت کی ہے اور یقیناً یہ خدمت جبرئیل کے لئے سبب فخر و مبارک
تھی، اسکی تفصیلات اگر جو عکس اپا ہتے ہیں تو بخار الانوار کی
۲۳ جلد میں رجوع کر سکتے ہیں۔

السَّلَامُ عَلَى مَنْ نَاغَاهُ فِي الْمَهْدِ مِيكَائِيلُ
سلام ہو اس پر جسے میکائیل نے گھوارے میں لوریاں
سنائیں۔

ناغاہ کا مادہ ہے ن-غ-ی اور یہ بابِ مفاسد کے
ماضی کا پہلا صیغہ ہے۔ مناغاہ یعنی لوریاں سنانا۔ ابن منظور لکھتا
ہے:

النَّغَيْةُ: مِثْلُ النَّعْمَةِ
ناغیہ سے مراد نعمہ ہے۔

(لسان العرب، ج ۱۵، ص ۳۳۵)

مهد یعنی گھوارہ۔

بعض روایات میں ملتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام لوریاں
سناتے تھے۔

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَنَّ
جَبْرِئِيلَ نَاغَاهُ فِي مَهْدِهِ
پیغمبر اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرئیل اسے (یعنی امام
حسین علیہ السلام) کو گھوارے میں لوریاں سنایا کرتے تھے۔
(بخار الانوار، ج ۲۳، ص ۱۳۰، ح ۷۶۷) نقل از عيون المحدثین از ایڈ
ترفی (ترجمہ تعلیمیہ؛ بخار الانوار، ج ۹۹، ص ۱۹۱، زیارت جامعہ)
بہر کیف وہ طفیل کہ جسے جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام جیسے مقرب

سلام ہو اس پر جسے خدا نے جلیل (صاحب جلال) نے
پاک کیا

طہر بابِ تعییل کا پہلا صیغہ ہے۔ ضمیر کا اسکا
مفہوم ہے اور الجلیل فاعل ہے اور یہاں اللہ کی صفت
ہے۔ زیارت ناجیہ کے اس فقرہ سے امام حسین علیہ السلام کی اس طہارت
کے بارے میں گفتگو ہو رہی ہے جس کا ذکر خداوند متعال نے آیت
تطہیر میں کیا ہے۔ یعنی امام حسین علیہ السلام اصحاب کے ان افراد
پاک میں سے ہیں کہ خجاست انکے قریب نہیں آسکتی ہے۔ سورہ
احزاب میں اعلان حق ہوتا ہے

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذَهِّبَ عَنْكُمُ الِّجُسْ أَهْلَ
الْبَيْتِ وَيُطْهِرَ كُمْ تَطْهِيرًا

اللہ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ صرف تم سے ہر خجاست اور
گندگی کو دور کئے اہل بیت اور ایسے پاک
رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

(سورہ احزاب، آیت ۳۳)

یہ آیت کریمہ آیت تطہیر کے نام سے مشہور ہے۔ اس آیت
میں ذات حق نے انکی طہارت اور پاکیزگی کی خودنمہات لی ہے
اور ظاہر ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی غما نہ ہو نہیں سکتی۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اس فقرے میں امام نے خدا کے اسم
جلالی الجلیل کو امام حسین علیہ السلام کی طہارت سے مربوط کیا ہے۔ اگرچہ
اس کے اصل سبز سے صرف اللہ اور اسکی جدت و اقتدار ہے، لیکن علی
الظاہر یہ اشارہ اس حقیقت کی طرف ہو سکتا ہے کہ جن افراد نے حسین علیہ السلام
پر مظلوم کے پھاڑ توڑے میں انہیں اس دنیا میں، بزرخ میں اور
قیامت میں خدا کی قہار بیت کا مزہ چکھنا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

السَّلَامُ عَلَى مَنِ افْتَخَرَ بِهِ جَبْرِئِيلُ

بات ملحوظ خاطر رہے کہ امام حسین علیہ السلام کے اہل حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل حرم ہیں۔ صادق آں محمد امام صادق علیہ السلام سے روایت منقول ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِنَّ يَلِهِ حُرْمَاتٍ ثَلَاثَةَ
مَنْ حَفِظَهُنَّ حَفِظَ اللَّهُ لَهُ أَمْرَ دِينِهِ وَدُنْيَاهُ
وَمَنْ لَمْ يَحْفَظْهُنَّ لَمْ يَحْفَظِ اللَّهُ شَيْئًا
حُرْمَةُ الْإِسْلَامِ وَحُرْمَةُ حُرْمَةِ عَتْرَتِي.

ابوسعید خدری نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ۔ عروج۔“ کے لئے تین چیزیں (سب سے زیادہ) محترم ہیں۔ جس نے ان کا پاس و لحاظ رکھا اور اللہ اس کے دین اور دنیا کے امور کی حفاظت کرے گا اور جس نے ان کی حفاظت نہیں کی اللہ اس کے کسی بھی چیز کی حفاظت نہیں کرے گا: اسلام کی حرمت، میری حرمت اور میری عترت کی حرمت۔“

(بخار الانوار، ج ۲۲، ج ۱۸۵، ح ۲ نقل از الحصال از ش صحیح صدوق (رحمۃ اللہ علیہ)، ج ۱، ص ۱۳۶)

مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ آج دنیا بھر میں مسلمانوں کی جو حالت ہے، یعنی ذلت، رسوائی، جہالت، قتل و غارتگری، وغیرہ، یہ سب صرف اسکے لئے ہے کہ انہوں نے اللہ کی حرمتوں کا لحاظ نہیں رکھا لہذا اللہ نے انکی حرمتوں کی پرواہ نہ کی!

السَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّهَكَثَ حُرْمَةُ الْإِسْلَامِ
فِي إِرَاقَةِ دَمِهِ
سلام ہواں پر جنکے خون بہنے سے اسلام کی حرمت

فرشته گھوارے میں لوریاں سنائیں اور اس پر فخر، مبارکات اور رشک کریں، اس طفل کا کیا مرتبہ اور مقام ہوگا! بجان اللہ! لیکن میدان کر بلاء میں، وہی ذاتِ اقدس یعنی امام حسین ابن علی علیہ السلام اب زمین پر ہیں، شمر ملعون سینے پرسوار ہے اور خبر سے سرکوتن سے جدا کر رہا ہے! یقیناً عرشِ الہی کا نپ گیا ہوا اور فرشتے گریہ کنال ہو گے!

السَّلَامُ عَلَى مَنْ نُكِثَتْ ذَمَّتُهُ وَذَمَّةُ حَرَمِهِ
سلام ہواں پر جنکے شمنوں نے اسکے اور اسکے اہل حرم کے سلسلہ میں اپنے پیمان کو توڑا۔

نکث یعنی نقض کرنا یا توڑنا۔ نُكِثَتْ مجھوں ماضی کا چوتھا صیغہ ہے۔ ذمہ سے مراد عہد و پیمان۔ اور حرم کے معنی میں اہل حرم یعنی غانوادہ۔

یہ نکث عہد مولائے کائنات علیہ السلام کے زمانے میں ہی توڑ دیا گیا تھا۔ لہذا جنگ جنگ جمل میں آپ سے لڑنے آئے تھے انہیں ناکشین کہا گیا ہے۔ روایات میں ملتا ہے کہ مولائے کائنات امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

أَمِرْتُ بِقتالِ النَّاكِثِينَ وَالْقَاسِطِينَ وَ
الْمَارِقِينَ

محیے حکم دیا گیا ہے کہ میں ناکشین (جنگ جمل) اور قاسطین (جنگ صفين) اور مارقین (جنگ نہروان) سے جنگ کروں۔

(بخار الانوار، ج ۲۹، ج ۲۳۲ نقل از الحصال از ش صحیح صدوق (رحمۃ اللہ علیہ))

یہی وہ افراد تھے اور انہی اتباع کرنے والے یا انکے فعل سے راضی رہنے والے جو کربلا میں سید الشہداء علیہ السلام سے جنگ کے لئے جمع ہوئے تھے اور کربلا میں انہوں نے نہ صرف امام حسین علیہ السلام کے متعلق بیعت شکنی کی بلکہ انہوں نے اہل حرم کا بھی پاس نہ رکھا۔ یہ

پامال ہوئی

انتہکت کا ماذہ ہے ن-ہ-ک اور یہ ماضی مجھوں کا چوتھا صیغہ ہے۔ انتہا کے لغوی معنی یہ ہے جیزیں ہاتھ لگنا جو انکے لئے حلال نہ ہو۔ یہاں اس سے مراد پامال کرنے کے یہیں۔ جنہوں نے امام حسین علیہم کا خون بھایا انہوں نے دراصل اسلام کی حرمت کو پامال کیا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالارواحت سے صریحاً واضح ہوا۔ اراقہ کا ماذہ ر-ہ-ق ہے، یہ باب افعال کا مصدر ہے اور اسکے معنی ہوتے ہیں بہانا۔ جب کوئی شیش تد کے ساتھ ہتھی ہے تو اسے کہتے ہیں ریقة

اس سلسلہ میں دو حدیثیں اور ملاحظہ ہو:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ يَقُولُ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ يَشْكُونَ: الْمُصَحْفُ وَالْمَسْجِدُ وَالْعِتَرَةُ يَقُولُ الْمُصَحْفُ يَا رَبِّ حَرَفُونِي وَمَزَقُونِي وَيَقُولُ الْمَسْجِدُ يَا رَبِّ عَطْلُونِي وَضَيَّعُونِي وَيَقُولُ الْعِتَرَةُ يَا رَبِّ قَتْلُونَا وَظَرْدُونَا وَشَرَدُونَا فَأَجْنِثُوا لِلَّهِ كُبَتِينِ لِلخُصُومَةِ فَيَقُولُ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ لِي أَكَا أَوْلَى بِذِلِّكَ

بابرروایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تین چیزیں قیامت کے دن آئیں گی شکایت کرتے ہوئے۔ مصحف (قرآن)، مسجد اور میری عترت۔ مصحف کہے گا، ”پروردگار! انہوں نے مجھے میں (معنوی) تحریف کی اور مجھے پارا پارا کر دیا؛ مسجد کہے گی پروردگار! انہوں نے مجھے معطل اور ضائع کر دیا؛ اور میری عترت (یعنی میرے اہل بیت کہیں گے)

پروردگار! ان لوگوں نے ہمیں قتل کر دیا۔ دروازے سے بھاگ دیا اور در بدر بھٹکا دیا، پھر یہ سب کہ سب اپنے گھنٹوں کے بل ہو جائیں گے تاکہ انکی شکایت پر کاروانی ہو۔ اللہ-جل جلالہ۔ جواب دے گا، ”انکو میرے لئے چھوڑ دو۔ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں۔“

(بخار الانوار، ج ۲۲، ج ۱۸۶، ح ۳ نقل از الحصال از شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ، ح ۱، ج ۱۳۶)

عَنِ الْإِمَامِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرْمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ قَالَ هِيَ ثَلَاثُ حُرْمَاتٍ وَاجْبَةٌ فَمَنْ قَطَعَ مِنْهَا حُرْمَةً فَقَدْ أَشَرَكَ بِاللَّهِ الْأُولَى اُتْهِمَّاً حُرْمَةُ اللَّهِ فِي بَيْتِهِ الْحَرَامِ وَالثَّانِيَةُ تَعْطِيلُ الْكِتَابِ وَالْعَمَلُ بِغَيْرِهِ وَالثَّالِثَةُ قَطِيعَةُ مَا أُوْجِبَ مِنْ فَرْضٍ مَوَدَّتِنَا وَطَاعَتِنَا۔

امام موسی بن جعفر علیہ السلام اپنے والد پروردگار امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ-عروج-جل۔ کے اس قول ”جو اللہ کے حرمات کی تقطیم کرے وہ اللہ کے نزدیک اس بندے کے لئے بہتر ہے“ کی تفیر اس طرح فرماتے ہیں، اس سے مسرا دین واجب حرمتیں ہیں؛ جس نے ان میں سے کسی ایک کو بھی پامال کیا گیا اس نے اللہ کی حرمت کو پامال کیا اور اس نے اللہ کا شریک قرار دیا ہے۔ پہلے، اللہ کی حرمت اس کے محترم گھر کے متعلق، دوسرے کتاب خدا کو مuttle کر دیا اور اس پر

اپنے زخموں سے نکلنے والے خون میں نہایے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ شرم ملعون نے اپنے غبیث لشکریوں کو صدادی، تمہاری ماں تمہارے غم میں بیٹھے، کس بات کا انتظار کر رہے ہیں! حملہ کرو جیں پر کیوں کہ ان کو اب زخموں نے اور تیروں نے بالکل لاگز اور کمزور کر دیا ہے، پس ان ملعونوں نے ہر جانب سے حسین پر حملہ کیا۔ ایک ملعون (حسین بن قیم (علتہ اللہ علیہ)) نے آپ کے دہن مبارک پر ضربت لگائی۔ ابو ایوب غنوی (علتہ اللہ علیہ) نے آپ کے حلق پر تیر چلا�ا۔ زرعة ابن شریک اتمیمی (علتہ اللہ علیہ) نے آپ کے کاندھ پر زور دار وار کیا۔ حسین پشت فرس سے روئے زمیں پر آئے.....

(بخار الانوار، ج ۲۵، ص ۵۳)
(باقی آئندہ، انشاء اللہ)

زیارت نصیب ہوا و میدان قیامت میں ان بزرگواروں کی شفاعت اور ان کے ہمراہ مختار ہونے کی سعادت نصیب ہو۔ آمین۔

صفحہ نمبر ۲/ کا بقیہ

حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے دیگر بچوں کے ساتھ تعلیم اپنے بابا سے حاصل کی اور باب مدینۃ العلم جب خود عسلم بانٹ رہا ہوتا شاگردوں کی خوشیوں کا کیا لٹکانا۔ نتیجتاً مولائے کائنات کے سارے بچے ذہنی طور پر علم و حکمت سے پڑھو گئے۔ جناب زینب سلام اللہ علیہا نہایت ذہین تھیں، انہوں نے اپنے بابا علی علیہ السلام کے علم و اوصاف کو پوری طرح جذب کر لیا۔ حضرت علی علیہ السلام اپنے زمانے کے بے مثال خلیف تھے تو حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے بابا کی اس خوبی کو کچھ یوں اپنے اندر منتقل کیا کہ بذات خود فضاحت و بلاغت کی مثال بن گئیں۔ ان کے عظیم الشان خطبات تاریخ کے اور اراق میں بے مثال اور نایاب مانے گئے۔

عمل نہ کرنا، اور تیسرے جو اللہ نے ہماری مودت اور عترت کے متعلق واجب اور فرض قرار دیا ہے اسے منقطع کرنا۔

(بخار الانوار، ج ۲۳، ص ۱۸۶، ح ۵ نقل از الحصال از شیخ صدقہ علیہ السلام، ج ۱، ص ۱۳۶)

السلام علی المغسل بدء المحرج
سلام ہواں پر جسے اسکے زخموں کے خون سے نہ لایا جگیا ہو۔
مغسل یعنی جسے غسل دیا جائے۔ یہ باب تفعیل کا اسم مفعول ہے۔

دم سے مراد خون ہے اور جراح جرح یا جروح کی جمع ہے۔
زیارت کا یہ فقرہ بتارہ ہے کہ روز عاشوراء امام حسین علیہ السلام سرتاپا

صفحہ نمبر ۱۹/ کا بقیہ

نے بھی اس کی تصدیق کی البتہ انہیں اس بات کا بہت افسوس تھا کہ امام زمانہ علیہ السلام نے جناب میرزا شیرازی کے نام پیغام بھیجا اور انہیں اس لائق نہیں سمجھا۔

(زینب الکبری، ج ۱، ص ۲۳۱-۲۳۳)

اس کے علاوہ وہ تمام واقعات، عنایات اور کرامات جو برابر جناب زینب بکری سلام اللہ علیہا کے روضہ مقدس سے ظاہر ہوتی رہتی ہیں وہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ جناب زینب بکری سلام اللہ علیہا کا مزار شام میں ہے۔

خداؤند عالم جلد از جلد شام اور دوسرے تمام ممالک کو داعش اور اس جیسے افراطی اور سفاک گروہوں سے پاک صاف کرے، پوری طرح سے امن و امان قائم ہو، دشمنان اہل بیت علیہ السلام نیست و نابود ہوں، زائرین کے لئے راستہ ہموار ہو، زائروں کا بھجوم ہو، خدا یا دنیا میں جناب زینب سلام اللہ علیہا اور دیگر مزارات اہل بیت علیہ السلام کی

صفحہ نمبر ار کا باقیہ.....

عصیت کے دیز پر دے عقل و شعور پر پڑ گئے اور ملک
گیری کے مہمات میں عروتوں نے جو حصہ لیا اور کردار بھایا ہے اس
پر قلم طراز ہیں۔ ایسی ہی اسلام کی بہادر خواتین کے عنوان سے علی^{لکھی}
گڑھ یونیورسٹی کے ایک قلمکار نے لکھی ہے۔ دیگر غیر اسلامی اقوام
میں ایسی ہزاروں مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اسلام کا سب سے بڑا المیہ
یہی ہے کہ انساف پسند بنی ہاشم کی ان جیاتی، بہادر، صبر و استقلال کا
پیکر، ایثار و قربانی پر مفاخر با وقار مخدرات کی طرف سے بر بنائے
عصیت روپوٹی کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ اس کے جواب
میں پروانہ اور ود و لوی مرحوم نے کربلا کی بہادر خواتین لکھ کر مندوڑ
جواب دیا ہے۔

حضرت زینب ثانی زہرا اللہ علیہا ایسی ہی خواتین کی سردار
تھیں جنہوں نے روز عاشورا پسے بھائی کے مشن میں بعد ہنگام ظہر
تک بھر پور طریقہ سے معین و مددگار ہیں اور بعدہ ہنگام شام غریبیاں
تک اکیلے تن و تھاء ایک طرف امام وقت کی حفاظت اور دوسرا
طرف مخدرات عصمت طہارت اور تقریباً ۳۸ رنو نہالان بنی ہاشم کو
بچانے میں کسی شاعر کے بقول زینب کبھی عباس تھیں تو کبھی شیر خدا
علی تھیں۔ قارئین کرام روز عاشور کا قیامت خیز ہنگام اور عترت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات میں کس طرح مصیبت کا مقابلہ کیا ہے مجھے میں
صرف سچ کردار پڑنے لگتی ہے کہ اس بی بی نے جس کا نام زینب
صلی اللہ علیہا تھا کس طرح ان بیکوں کے لئے قلعہ بنی کے فراض
انجام دیے ہوئے۔ اس حقیقت کو جوش نے اپنے ایک بند میں
نہایت واضح اور وقت کی ایسی تمازت، کہ نگاہ میں چھالے
پڑ جائیں ایک جھلک دی ہے:

لو کے جھلک چل رہے تھے غیض میں تھا آفتا ب
سرخ زرول کا سمندر کھا رہا تھا پیچ و تاب

کے پیروکار ہی کرتے رہے اور طاغوتی طاقت جیسا اور بیان کر چکے
ہیں اس کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کر رہے ہیں۔

آنئے روز عاشور کر بلاء کس طرح مرکز جلوہ گھبہ شان خداوندی
ہے۔ جو ماضی میں ہادیان برحق کے ابلاغ غ کی روح اور مستقبل میں
صدیوں سے لے کر ظہور امام علیہ السلام تک احمد مرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاوں
کاروشن آفتاب ہے، اس کا ایک نصف جائزہ لیں۔ نصف جائزہ اس
لنے کہا کر بلاء منزل تسلیم و رغاد و ذوات مقدسہ کی بنا پر قرار پائی۔
ایک امام حسین علیہ السلام فرزند رسول ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری ذات
جناب زینب کی جو سیدہ النساء العالمین خاتون جنت سلام اللہ علیہا، اور
جناب آسمیہ، جناب مریم، جناب حوا کی ورثہ دار تھیں۔

جناب زینب صلی اللہ علیہا کا کردار روز عاشور جو تمام اہل اسلام کی
خواتین کیلئے ایک معیار اور مثال بے عدل ہے اور مبالغہ نہ کیا
جائے تو کویا اس روز آپ کی حیات کا ہر لمحہ ایک ایسی کتاب ہے جو
حوالہ شکن اور کڑی مصیبت میں ہمت، جرات، صبر، پاسبانی حدود
شریعت، تلقین صوم، صلوٰۃ، عفت، عصمت، عرث، وقار غرض تمام وہ
اوصاف حمیدہ جو ایک اللہ کی طرف سے متعین رہنمائی کرنے والی
ذات میں پائی جاتی ہے، بروئے کار آئی اور دنیا کی تمام عروتوں کیلئے
معیار آسمانی ہے۔ جو شار اللہ کی روشنائی سے، جان یو اپیاس کی
شدت کے صفحات پر لکھی گئی۔ افسوس اس بات کا ہے کہ دائرہ اسلام
میں رہنے والے وہ افراد جن کے ہاتھ میں قلم ہے، ذہن ہے، فکر
ہے، حافظہ قوی ہے، تاریخ اسلام کا وہ سب سے بڑا حادثہ جسے کربلا
نیت کہا جائے تو بے جا نہ ہو کا سامنے ہے، ایسا بھی نہیں ہے کہ حقائق
کی روشنی پر باطل کے انہیں ہے چھائے ہیں لیکن اس سے تجاذب
عارفانہ بر ت رہے ہیں۔

ایک طرف جنگ کی جائے بھلا کہیں بھی ایسا ہوا ہے تین روز کے
تشلب حسین علیہ السلام اس نمک حرام لشکریوں میں توار سے حملہ کر رہے
تھے جبکی تعداد کم سے کم تین ہزار بتابی جاتی ہے اور خیمه گاہ حسینی میں
اب کوئی باقی نہ تھا سو ایک بہن تھی جس کی سر کردگی اور پناہ میں
سارا قبیلہ تھا۔ ذرا عاشور کا دن کیسے شروع ہوا اور کیسے اس کی شام آئی
اسکی ایک جھلک دیکھ لیں۔

عاشور کا دن

آئیے جناب زینب سلام اللہ علیہا نے صحیح عاشور سے شام غریبیاں
تک وہ کون سا کردار ادا کیا ہے جس مصائب کی منزل پر پیکر انسانی
میں رہ کر کوئی دوسری ذات صبر و تحمل پر قائم رہنے کے لئے دعوی
کرنا دوڑ کی بات ہے سوچ بھی نہیں سکتی۔ شاید اسی لئے آپ کو ام
المصائب کہا گیا ہے۔

صحیح ہوئی، دروازہ خاور کھلا، آفتاب کی کرنیں ابھی زمین پر
پھیل رہی تھیں۔ اذان علی اکبر فضا میں گونج چکی تھی۔ اصحاب باوفا
معصوم امام کی قیادت میں نماز فجر ادا کر چکے تھے۔ سعید نماز
گزاروں کی حفاظت میں اتنے تیراپنے سینے پر روک چکے تھے کہ
نمازوں کی نماز ختم ہونے تک زندہ رہے اور پھر زخموں کی تاب نہ
لا سکے اور شہید ہو گئے۔

آدم برس مطلب امام کی مصروفیت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔
(یعنی بقول شاعر:

بھی لاش اٹھائی بھی رو دینے
اسی شغل میں شاہ دن بھر رہے)

یہاں رک کر اس روز اسلام کی تہذیب کے خاص عناصر
نے اپنی قدروں کو قائم رکھا ہے اور پورے لکھر کا مظہر سامنے آیا ہے
اس میں جناب زینب سلام اللہ علیہا کا کردار کس طرح جگہ کارہا ہے اس کو

تیگی، گرمی، طلام ایک دہشت اضطراب
کیوں مسلمانوں پر منزل اور آل بو تراب
کس خطاب پر تم نے بد لے ان سے گن گن کر لئے
فالتمہ نے ان کو پالا تھا اسی دن کیلئے
اسی کڑی منزل پر امام حسین علیہ السلام کے اس امتحان کا وقت
آگیا تھا جب قدرت خداوندی آواز دینے والی تھی۔ ”ارجعی“ اور
اس وقت جناب زینب سلام اللہ علیہا کا کردار ہر لمحہ کی ایک تاریخ لکھ رہا
تھا جسے جوش نے اپنے بند میں رقم کر دیا ہے۔
ظہر کے ہنگام جب جھکنے لگا کچھ آفتاب
ذوق طاعت نے دل مولا میں کھایا بیچ و تاب
آکے خیمے سے کسی نے دوڑ کر تھامی ارکاب
ہو گئی بزم رسالت میں امامت باریاب
تشہ لب زرول پر خون مشک بو بہنے لگا
غاک پر اسلام کے دل کا لہو بہنے لگا
اس بند میں جناب زینب سلام اللہ علیہا کی ہمت اور خداداد
شجاعت کی ایک پوری دامتان سامنے آجائی ہے۔

بوقت رخصت جناب زینب سلام اللہ علیہا نے بھائی کو آپ کے
مرکب پر سوار کیا تھا۔ جنگ ہوئی تھی، حسین علیہ السلام نے جنگ کی اور
جناب زینب سلام اللہ علیہا نے بھائی کی جنگ دیکھی اور آپ کی لگا میں
حسین علیہ السلام جب نبرد آزماتھے جب آپ کی توار کے حرب و ضرب
سے کوئی وشامی پسپا ہو رہے تھے۔ یہ منظر جناب زینب سلام اللہ علیہا نے نہ
دیکھا ہوتا تو شام کے بھرے دربار میں شمر ملعون کو منہ توڑ اور دندہ
شکن جواب یہ کہہ کر نہ دیا ہوتا، ”کیا بتتا ہے اوملعون جب میرے
بھائی حسین علیہ السلام نے حملہ کیا تھا تو تیری فوج کے بزدل سپاہی کو فے
کی فصیل سے ٹککوار ہے تھے۔“ یہ بھی اس جنگ کا تذکرہ ہے جسے

اجمالاً بیان کر دیں۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا اور اسلامی تہذیب

خدا ہبھر جاتا ہے کہ کربلاع کا وہ حادثہ جسکی شروعات ۲۸ ربیع
تیر میں ہوئی اور روز عاشور پایۂ تکمیل تک پہنچی، ایک پورے
نظام حیات اسلامی کا احاطہ کئے ہوتے ہے، اس پر جمہور اسلام کے وہ
عالم جو اہل بیت علیہم السلام سے فرزندان رسول ﷺ کی قیادت کے بھی
قاتل ہیں اپنی علمی صلاحیتوں کے ذریعہ اجاگر کیوں نہیں کرتے
ہیں؟ راقم الحروف نے دیکھا ہے کہ عبد القادر طاہری مائل بہ
انصاف ضرور ہیں لیکن ایسا لگتا ہے بین اسطور میں ان کی فکر مختہ
ہے کہ کربلاع پورا اسلامی نظام کے تحت ہے۔ اس کو ثابت کرنے میں
کوتاہ فکری سے کام لیا ہے۔

روز عاشورہ

کچھ انھیں افکار کی روشنی میں سوال دھیرے دھیرے ذہن
میں ابھرتے ہیں اور جب ان کو جواب مل جاتا ہے تو تسلیں قلب کا
باعث ہوتا ہے۔

- ۱۔ کیا کربلاع کی جنگ ایک مستقل جنگ کی تشکیل کو سامنے لاتی ہے؟
کیا جنگ کا نقشہ صرف اک طرف تھا؟
- ۲۔ کیا قبل جنگ نیزہ برداروں کی صفين، تیر اندازوں کی صفين،
پیادے، گھوڑے سوار کے دستے اور آگے ان کے سردار
بیزید کی فوج نے اس کا نقشہ تیار کر لیا تھا؟

- ۳۔ پہلے پانی کی نہر پر پہرہ، یہ کس منصوبے کے تحت تھا؟
- ۴۔ بیزید کی طرف لشکر میں صرف سپاہی تھے، اس کا انتظام تھا،
اسکوں کی فراہمی تھی، ایک دستہ دوسرے دستہ کی آواز پر کان
دھرے تھا۔

- ۵۔ بیزید کی فوج میں نہ بچے تھے نہ مستوارت تھیں نہ نو خیز عمر
کے نورستہ تربیت پائے ہوئے لشکری تھے۔

اسلامک لپھر یا اسلامی تہذیب کی بنیاد جن اصولوں پر قائم
ہے اس کے دو شعبہ ہیں۔ ایک حصہ مستورات کا ہے اور دوسرا حصہ
مردوں کے بیرون خانہ روابط ہے۔ جس میں بہت سے شعبے ہیں۔
مثلاً رسم و رواج، شادی بیاہ، تجارت، لین دین، زراعت یا دیگر
اقتصادیات سے متعلق مختلف میدان میں فعالیت اسلام نے مردی
فعالیت کا شعبہ عورتوں کی فعالیت کے شعبے سے کچھ اس طرح الگ
رکھا ہے یہ دونوں جنس اپنے اپنے میدان میں اپنے فرائض انجام
دیتے ہیں جن کے اصول شریعت کے لحاظ سے مرتب ہوتے
ہیں۔ اس کا مظہر سامنے آیا ہے یہ ایک بیلٹ موضوع ہے جس پر
بہت سی تباہیں لکھی جا چکیں اسکا خلاصہ یہ ہے کہ پورا نظام حیات
اسلامی انفرادی اور اجتماعی طور پر یقوقوں کو سیرت حیات طبیبہ رسول ختم
الرسلین ﷺ اور قرآن کی مطابقت کی بنیاد پر ایک دستور بندی ہوئی
ہے اور اس کے تحت عورت کا میدان عمل خانہ داری، بچوں کی
پرورش، سماج کی عورتوں سے رابطہ، ان کے درمیان اسلامی
تعلیمات کی تزویج وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد مردوں کا دائرہ عمل بیرون خانہ زیادہ فعالیت کا
ہے۔ معاشرہ اقتصاد اور مختلف شعبہ حیات وغیرہ ہیں۔ جس میں ایک
بین فرق جو دوسرے مذاہب اور مذہب اسلام میں ہے وہ یہ ہے
کہ مذہب اسلام اور حکومت سازی کے عوامل ایک ہیں۔
دوسرے مذاہب میں حکومت سازی اور مذہب کو الگ الگ رکھا
گیا ہے۔ تفصیل کیلئے علماء کرام جو تحقیق اور تدقیق کے میدان میں
سرگرم میں ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور شیعہ مذہب میں
مقلدیں کیلئے تو ضمیح المسائل ایک مکمل ہدایت ہے۔

جواب:

نے داغ بیل ڈالی تھی اسکا شاہد کر کر بلااء ہے۔ ذرا دو حصول میں بٹھے ہوتے عوامل پر غور کرتے۔ خیموں کے باہر رن کا میدان تھا۔ حضرت عباس علیہم امام علیہم کے پیچھے پیچھے گوش برآواز تھے کہ کیا حکم امام کا صادر ہوا ہے۔ ادھر مخدرات عصمت و طہارت اور تقریباً ۳۸،۰۰۰ چھوٹے معصوم پیچے پیاس کی شدت سے بے حال، نیم جان ہونٹ اودے پڑ گئے تھے۔ چھرے آماں زدہ تھے لیکن ہر ایک جناب زینب سلام اللہ علیہا کے حکم کا منتظر۔ حضرت عباس علیہم کی طرح جناب ام کلثوم جناب زینب سلام اللہ علیہا کے ساتھ حکم کی پیروی کرتی ہوئی۔

صحیح سے ایک پھر کی جنگ تک اصحاب باوفاخونی لباس کفني میں جام شہادت نوش فرمایا۔ مولا پر اپنی جان قربان کر کچکے تھے۔ سب کی لاشیں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں۔ کوئی تاریخ، کوئی مقابل کہیں ایک روایت نہیں ملتی کہ کوئی بی بی پیاس کی شدت کا گلہ اور اس ہولناک ماحول میں بدواہی یا خود فراموشی کا شکار ہو کر جنمہ سے ایک قدم باہر نکلا ہو۔ یہ انتظام یہ نظام یہ جذبہ فدا کاری جناب زینب سلام اللہ علیہا کے کدار اور آپ کی حقانیت اور آپ کی تعلیم اور آپ کی دلبوحی کے تحت تھی۔

سورج جب ایک پھر گزار کر دوپھر کی طرف بڑھ رہا تھا جوانان بنی ہاشم جن کیلئے میر صاحب نے کہا ہے۔

سب کے رخوں کا نور پہنہ بریں پہ تھا
اٹھارہ آقابوں کا غنچہ زمیں پہ تھا
ایک ایک کر کے شہید ہو گئے حتیٰ کہ علی اصغر بھی شہید ہو گئے
نئی سی قبر کھود کے اصغر کو گاڑ کے
شیر اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے
آخر الامر دوپھر کا سورج آگ برسانے لگا۔ حسین علیہم تہذا

۱۔ کر بلااء کی جنگ: حسین علیہم ایک قافلہ کے ساتھ کر بلااء میں وارد ہوئے تھے کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ حسین علیہم کے اس قافلہ نے پہلے سے کسی میدان جنگ کا نقشہ تیار کر کے ایک منصوبہ کے تحت جنگ پر آمادہ ہو گئے ہوں۔

۲۔ روز عاشورہ: ایک بنی ہاشم کے اس قافلہ کو جنگ کی شکل دیدی گئی جس کا کوئی منصوبہ جنگ کا نہ تھا۔ یعنی یہ ایک طرف جنگ کے منصوبہ کے سامنے گویا پورے نظام حیات اسلامی نے ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا ان غار مگر ان اسلام سے جن کا منصوبہ تھا اگر حسین علیہم ٹوٹ گئے تو سارا اسلام صرف حکومت کی پرائیوری سیاست کے ہاتھوں میں آجائے گا جس کا احساس مرتبے وقت عمر و عاص نے کیا تھا اور جس کا شاہد اسکا قصیدہ جلیلیہ ہے۔

تفصیلات بطرف

جب ایک ایسا قافلہ جو حسین علیہم کی سرداری میں اپنی راہ پر چل رہا تھا اسے روکا گیا اور عاشورہ کے روز امام حسین علیہم نے پورے نظام حیات اسلامی کا ایک آفاقی نقطہ دنیا کے سامنے رکھ دیا تو اسلام کی روشنی پھیلنے لگی۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا

دنیا کی تاریخ میں نہ اسکی مثال ملی ہے اور نہ ملے گی کہ اتنی کثرت لشکری کو اتنی قلیل مجاہدوں کی تعداد نے اس طرح خوفزدہ کر دیا ہو کہ بعدہ تاریج مدینہ (واقعة حرہ) کے وقت بنی ہاشم کے محلہ کی طرف یزیدی فوج کو نکاہ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ تھی۔ حسین علیہم اپنی تہذیب اسلامی جسکے وہ انبیاء علیہم کے ورثہ دار تھے اس طرح ۳۰،۰۰۰ ہزار کی فوج سے بھرائے کہ حسین ازم کو سمجھنے کیلئے دانشور ان عالم غرق حیرت رہ گئے۔ جس طرح اسلامی نظام حیات کی آپ کے جد

یہ۔ عابد یمار عالیٰ سجدہ غافت میں ہیں۔ غشت کا عالم بھی طاری ہو رہا ہے پسچے جن کی تعداد ۳۸ بتائی جاتی ہے، غالی کو زہہات میں لئے کجھ آٹھیں کمزوری سے بند کر لیتے کبھی نجف آواز میں سوال آب کرتے۔ مقدرات عصمت و طہارت کا پیاس کی شدت سے کیا حال رہا ہوا اسکی کیفیت بیان کرنا ناممکن ہے جب کہ جانور نیم جان ہو رہے تھے۔ ایسے ماحول میں ہر خیمہ کی خبر گیری کرنا، بچوں کو سنبھالنا، صبر کی تلقین کرنا، جذبہ فدا کاری کو جوش والا کے ساتھ قائم رکھنا۔ ہربی بی کی گریدہ وزاری پر ثبات قدیم کو باقی رکھنے کیلئے انجام خیر کا یقین دلانا، گویا جناب زینب سلام اللہ علیہا پورے مستورات کے ماحول پر چھائی ہوئی تھیں۔

مثال کے طور پر حضرت قاسم کا پامال لاشہ آیا۔ ام فروکا باز سنبھالا۔ علی اکبر کا لاشہ آیا حسین عالیٰ کی توجہ کو غم گساری میں اپنی طرف موڑا۔ عباس علدار کے دست ہاتے بریدہ آئے۔ جناب سکینہ کو سنبھالا، اگر دیکھا جائے تو یہ خدا کی قدرت کا یعنی جناب زینب سلام اللہ علیہا مظہر تھیں ایک جناب زینب سلام اللہ علیہا اور امام کلثوم سلام اللہ علیہا ساتھ ساتھ اس طرح اپنا کردار ادا کر رہی تھیں کہ بی بی کے لئے کوئی نشان نہیں ملتا کہ اس نے مدد و شریعت سے قدم باہر نکلا ہو۔ اس میں ہربی بی کا اپنا کردار تو ہے لیکن سہارادینے والی علی عالیٰ کامرزاد بیر کے اس

بند سے اندازہ لگائیے۔

نه تھا کوئی کہ جو تھامے رکاب تو سن کو

حسین جبکہ چلے بعد دو بہر رن کو

حسین چپ کے کھڑے تھے جھکائے گردن کو

سکینہ جھاڑ رہی تھیں عبا کے دامن کو

فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو

نه آسرا تھا کوئی شاہ کر بلائی کو

بعد شہادت حسین عالیٰ اب جناب زینب سلام اللہ علیہا کی ذمہ داری کتنی بڑھ گئی کوئی اسکا اندازہ نہیں لگاسکتا۔ اس اباب لوٹے گئے خیمے جلا تے گئے، شریعت کی پاسدار زینب سلام اللہ علیہا امام وقت سے مسلسل پوچھ رہی ہیں۔ ”امام وقت بتایئے جل کر خیموں میں جان دیں میں یا خیمہ سے باہر نکلیں؟“ حکم امام صادر ہوا خیموں سے باہر نکلیں۔ سب بیباں جناب زینب سلام اللہ علیہا کی قیادت میں خیمہ سے باہر آگئیں۔ دن ڈھلا۔ شام غریباں آئی۔ علی عالیٰ کی بیٹی اپنے ساتھ جناب امام کلثوم سلام اللہ علیہا کو لئے ہوئے مقدرات عصمت طہارت اور بچوں کی عجہبانی کرنے لگیں۔

عاشور کی وہ شام وہ رن بولتا ہوا غم کا وہ کائنات پر پردہ پڑا ہوا

خیموں میں اشقياء کے چراغیں سبط پیغمبر بمحاجہ ہوا

یہ ہیں جناب زینب سلام اللہ علیہا یہ ہے ان کا مجرم العقول کردار۔ یہ ہے نظام شریعت کی بقاء کیلئے مصیبت کی ہر منزل پر شکر خدا کرنے والی ذات۔ شام ڈھلی۔ ایک سوار کو آتے دیکھا۔ غیض میں آئی علی عالیٰ کی بیٹی بڑھ کر جام فرس پر ہاتھ ڈالا۔ ٹوٹا ہوا نیزہ تان لیا۔ سوار نے چہرہ سے نقاب اٹھائی۔ کون تھا؟ علی عالیٰ تھے اور جناب زینب سلام اللہ علیہا نے ضرور کہا ہوگا۔ اب آتے ہو بابا!

آخر میں ایک پیغام ہے اگر آج جناب زینب کا کردار ہماری باعظمت اور باوقار مستوارت کا پاسداری شریعت کے بارے میں اپنے لئے مشعل راہ ہدایت اپنائیں تو ہم سب کا سارا سماج وقت کے امام کے سامنے سرخو ہو جائے گا۔ اے اللہ منتقم خون حسین عالیٰ کے ظہور میں تعجیل فرم۔ آمین۔